Courtesy www.pdfbooksfree.pk

# شیطان کنول

اے حمید



PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk




ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی
کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

# سانپوں کا جنگل

اے حمید

انوار الادب لائبریری
تغلق روڈ۔ کوٹلہ توکلیخان۔ ملتان

سرکولیشن، پروڈکشن انچارج

جلال انور

# پاکستان ورچوئل لائبریری کی پیشکش

قیمت ۵ روپے

ترتیب و پیشکش سعید خان
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں

بار اوّل ـــــ ۱۹۸۳ء

ناشر: نیا مکتبہ اقبال، حویلی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

طابع: الفرید پرنٹرز، لاہور

ترتیب و پیشکش سعید خان
www.pdfbooksfree.pk

پیارے دوستو!

پچھلی قسط میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ ناگ لذا بیلا کی تلاش میں بونیں شہر کی پُراسرار اجاڑ حویلی میں آدھی رات کو سانپ بن کر داخل ہوتا ہے۔ اس حویلی کے متعلق مشہور ہے کہ آدھی رات کے بعد کسی بھٹکی ہوئی روح کی سرد آہوں کی آواز سنائی دیتی ہے۔ ناگ سانپ کے روپ میں حویلی کے ویران کمرے میں داخل ہوتا ہے۔ اسے ایسی آواز سنائی دیتی ہے جیسے دُور ملک سمندر کی لہریں چٹانوں سے ٹکرا رہی ہوں۔ پھر جیسے کوئی عورت ٹھنڈی آہ بھر کر سائے کی طرح اس کے قریب سے گذر جاتی ہے کیا یہ روح تھی؟ ناگ سوچتا ہے اور ساتھ والی کوٹھڑی میں داخل ہوتا ہے۔ اس نے دور کے سائے کو اسی کوٹھڑی میں جاتے دیکھا تھا۔ پھر کیا ہوا؟ یہ آپ خود پڑھیے گا!!

اے حمید

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk
Courtesy www.pdfbooksfree.pk

# ترتیب


- شہزادی کی بے چین روح
- سانپ اور کھوپڑی
- مایا مندر کے پُراسرار جنگل
- ناگن دیوی
- سانپوں کا جنگل


# شہزادی کی بے چین روح

ناگ اس وقت سانپ کی شکل میں تھا۔

اندھیرے میں وہ دروازے کے سوراخ میں سے دوسرے کمرے میں نکل گیا۔ بھٹکتی ہوئی روح کی ٹھنڈی آہوں کی رونگٹے کھڑے کر دینے والی آواز اسی کمرے سے آ رہی تھی۔ سانپ کمرے کے گرد اگرد فرش پر رینگتا ہوا کونے میں آ کر سمٹ کر بیٹھ گیا اور تماشہ کرنے لگا کہ دیکھو اس پُراسرار حویلی میں کونسی شہزادی کی روح رہتی ہے کہ جو آدھی رات کو آ کر آہیں بھرتی رہتی ہے۔ ناگ نے وینس کے رئیس اور ازابیلا کے باپ سے اس ویران حویلی کے بارے میں اسی قسم کی باتیں سنی تھیں۔ سانپ کی آنکھیں اندھیرے میں دیکھ سکتی تھیں۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک اونچی چھت والا کمرہ ہے جس کی دیواروں اور چھت کے ساتھ مکڑیوں نے بے شمار جالے بُن رکھے تھے۔ لمبے بیضوی بڑے میز پر رکھے ہوئے شمع دانوں سے بھی جالا لپٹا ہوا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ صدیوں سے اس کمرے میں کوئی نہیں آیا تھا اور یہ بند پڑا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



سچ مچ وہ بھٹکتی ہوئی روحوں کا گھر لگتا تھا۔ سانپ اندھیرے کمرے کے کونے میں بیٹھا خاموشی اور نیز سرخ آنکھوں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔

ٹھنڈی آہوں کی آواز اب نہیں آ رہی تھی۔ کہیں یہ ڈاکوؤں کی شرارت تو نہیں ہے؟ ہو سکتا ہے وہ ازابیلا کو اغوا کر کے یہاں لے آئے ہوں اور اب شعبدہ بازی کر رہے ہوں۔ مگر انہیں شعبدہ بازی کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ ناگ کو انسانی شکل میں تو انہوں نے دیکھا ہی نہیں۔ ضرور یہ کوئی بھٹکتی ہوئی روح ہے۔ شہزادی والی کہانی سچ معلوم ہوتی ہے۔ ناگ کا ذہن اس قسم کی باتیں سوچ رہا تھا کہ آہوں کی آواز لرزتی کانپتی دور سے ہوا کے جھونکے کی طرح آئی اور سانپ کے جسم سے ٹکرا کر گذر گئی۔ سانپ کا جسم ٹھنڈا ہو گیا۔ آواز کا جھونکا بے حد سرد تھا۔

سانپ ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے بڑی گول میز پر رکھے شمع دان کو دیکھا۔ اس کے سرے پر لگی بڑی موم بتی آہستہ آہستہ روشن ہو رہی تھی۔ زرد رنگ کا ننھا سا شعلہ اوپر کو ابھر رہا تھا۔ کمرے میں دھندلی موم بتی کی روشنی پھیل گئی۔ یہ روشنی بڑی پُراسرار تھی اس نے اندھیرے سے زیادہ فضا کو دہشت ناک بنا دیا۔ ناگ چپ چاپ دیوار کے ساتھ لگا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا۔



موم بتی روشن ہو گئی تھی۔ اس کا انگلی کی طرح اٹھا ہوا زرد شعلہ بالکل ساکت تھا۔ ذرا بھی نہیں کانپ رہا تھا۔ پھر ناگ نے دیکھا کہ موم بتی کے قریب زرد روشنی کے دائرے میں دھیرے دھیرے ایک شکل ابھرنے لگی۔ یہ ایک عورت کی شکل تھی۔ اس کا چہرہ بہت خوبصورت مگر اداس تھا۔ سر پر ہیرے جواہرات والا تاج تھا۔ بال شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ چہرہ پھیکا پھیکا غم زدہ تھا۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ یہ کوئی شہزادی معلوم ہو رہی تھی۔ ناگ اُسے غور سے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔ دیکھتے دیکھتے شہزادی نے چہرہ اوپر اٹھایا اور ناگ کو ایک بار سرد کی ٹھنڈی آہ کی آواز سنائی دی۔

اب اس آواز میں سسکی لینے کی آواز بھی تھی۔

ناگ اس پُراسرار طلسم کو غم اور حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ کیا یہ کسی حسرت زدہ شہزادی کی روح کی شکل ہے؟

شہزادی کی اداس روح کی سرد آہ اور سسکی کی وجہ سے موم بتی کی لَو تھرتھرانے لگی اور پھر اس کا شعلہ آہستہ آہستہ نیچے ہوتا چلا گیا۔ کمرے کی دھندلی پُراسرار روشنی سمٹ کر موم بتی کی طرف جانے لگی اور تھوڑی دیر کے لئے موم بتی کا ننھا سا شعلہ ایک سرخ نقطہ بن کر چمکا اور پھر بجھ گیا۔ کمرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



بس ایک بار پھر وہی دہشت ناک اندھیرا پھیل گیا۔

شہزادی کا چہرہ دھندلا ہوتے ہوتے پھیکا پڑ چکا تھا۔ ناگ نے سوچا کیوں نہ وہ سگنل کی لہروں کی زبان میں اس روح سے بات کرنے کی کوشش کرے۔ اس نے سانپوں کی زبان میں ایک طاقت ور سگنل روح کی طرف بھیجا۔

سگنل کا سوال یہ تھا "تم کس کی روح ہو؟"

سگنل بھیجتے ہی ناگ نے دیکھا کہ شہزادی کا اداس چہرہ بے چین سا ہو گیا۔ اس نے اپنی سیاہ آنسوؤں بھری آنکھیں اٹھا کر اس کونے کی جانب دیکھا جہاں ناگ سانپ کی شکل میں کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ ناگ سمجھ گیا کہ اس کا سگنل روح نے وصول کر لیا ہے۔ کچھ وقت تک شہزادی کا چہرہ اندھیرے کونے کی طرف تکتا رہا۔ پھر ناگ نے بھی ایک سگنل وصول کیا۔

"میں شہزادی اوفیلیا کی روح ہوں۔ تم کون ہو۔ یہاں کیسے آ گئے؟"

ناگ نے سگنل کی زبان میں کہا۔

"میں سانپ ہوں۔ میرا نام ناگ ہے۔ میں روحوں کی زبان جانتا ہوں۔ مجھے تمہاری ٹھنڈی آہیں یہاں کھینچ لائی ہیں۔ تم اداس کیوں ہو؟ تمہاری آنکھوں میں آنسو کیوں ہیں ہے؟"

شہزادی کی روح نے درد بھری آواز میں کہا۔

"تم سانپ ہو۔ تم میری مدد نہیں کر سکتے۔"

ناگ نے کہا۔

"میں سانپ ضرور ہوں۔ مگر میں جب چاہوں انسان کی شکل میں بدل سکتا ہوں۔"

اور اس کے ساتھ ہی سانپ نے ناگ کی انسانی شکل اختیار کر لی

شہزادی کی روح نے اُداس پلکیں اٹھا کر ناگ کو دیکھا اور کہا۔

"شکل سے تم شمالی افریقہ کے نوجوان لگتے ہو۔"

ناگ نے کہا۔

"میں مصر کا رہنے والا ہوں اور آج سے ہزاروں سال پہلے دریائے نیل کے کنارے ایک دلدلی جنگلی میں رہا کرتا تھا۔ لیکن سب سے پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارا دکھ کیا ہے؟ تمہیں کس بات کا غم ہے؟ تمہاری روح بے چین کیوں ہے؟"

اداس شہزادی کی روح بولی۔

"میں آج سے پچیس برس پہلے اس حویلی میں شہزادیوں کی زندگی بسر کرتی تھی۔ میرا باپ اس شہر کا سب سے امیر سوداگر تھا۔ میں اکیلی اپنے ماں باپ کی بے شمار دولت کی وارث تھی۔ پھر میری شادی ہو گئی اور خدا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



نے مجھے ایک چاند سا لڑکا دیا۔ مجھے اپنے بچے سے بڑا پیار تھا۔ میرا بیٹا دس برس کا ہوا تو اس کا باپ خدا کو پیارا ہو گیا۔ میرا ایک چچا بھی تھا۔ میرے ماں باپ کے مرنے کے بعد میرا بیٹا ساری جائیداد کا وارث بننے والا تھا۔ ظالم چچا خود ساری جائیداد پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ ایک روز وہ میرے بیٹے کو ورغلا کر فلورنس شہر کے جنگل میں لے گیا۔ وہاں اُس نے میرے لختِ جگر کو قتل کر کے اندھے کنوئیں میں پھینک دیا۔ تین دن بعد مجھے اس کی لاش ملی تو میں نے بھی اسی کنوئیں میں کود کر خودکشی کر لی۔ تب سے لے کر آج تک میری روح اسی حویلی میں بھٹکتی پھر رہی ہے۔ میرے بچے کی روح جنت کے ایک حسین محل میں میرا انتظار کر رہی ہے۔ لیکن میں جب تک اس کے قاتل چچا سے اپنے بیٹے کے قتل کا بدلہ نہ لے لوں اوپر جنت میں اپنے بیٹے کے حسین محل میں نہیں جا سکتی۔"

شہزادی کی روح کی دردناک کہانی سُن کر ناگ نے پوچھا۔

"تم اپنے بچے کے قاتل سے انتقام کیوں نہیں لیتیں؟"

روح نے کہا۔

"میری اور میرے بچے کی موت کے بعد چچا نے



ہماری یہ حویلی اور ساری جائیداد فروخت کر دی اور فلورنس چلا گیا۔ آج کل وہ فلورنس میں عالیشان محل بنا کر اس میں رہتا ہے۔ اور میں اس اجڑی ہوئی حویلی میں قید ہوں۔ میں نے چونکہ خودکشی کی تھی جو کہ حرام ہے اس لئے میری روح اس حویلی سے باہر نہیں جا سکتی۔"

ناگ نے کہا۔

"اگر میں تمہارے بچے کے خون کا بدلہ تمہارے چچا سے لے لوں تو کیا تمہاری روح جنت میں سکون کیساتھ اپنے بیٹے کے پاس چلی جائے گی؟"

شہزادی کی روح نے خوش ہو کر کہا۔

"کاش تم ایسا کر سکو۔ میں ایک عرصے سے اس حویلی میں کسی ایسے بہادر نوجوان کا انتظار کر رہی تھی جو میرے بچے کے خون کا بدلہ لے کر میری روح کو سکون دے اور میرے بیٹے کے پاس جنت میں پہنچا دے۔ مگر یہاں ڈر کے مارے کوئی میرے پاس نہیں آتا تھا خدا کا شکر ہے کہ تم آ گئے۔ اگر تم میرے ظالم چچا سے میرے بیٹے کا بدلہ لے لو تو میری روح جنت میں چلی جائے گی اور پھر میں کبھی ٹھنڈی آہیں بھرنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اس اُجڑی حویلی میں کبھی نہیں آؤں گی۔"

ناگ نے کہا۔

"تم مجھے قاتل چچا کا حلیہ اور فلورنس شہر میں اس کا ٹھکانہ بتاؤ۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اس سے خون کا پورا پورا بدلہ لوں گا۔"

شہزادی کی روح نے کہا۔

"فلورنس شہر میں سنہری گنبد والا ایک ہی محل ہے اسی محل میں وہ سنگ دل انسان رہتا ہے۔ اب وہ بوڑھا ہو گیا ہوگا لیکن اس کی یہ نشانی ہے کہ اس کے ماتھے پر کالا مسّہ ہے اور ایک آنکھ بیٹھی ہوئی ہے۔ اس کا نام پولطینی ہے۔"

ناگ نے شہزادی کی روح سے کہا۔

"تم بے فکر ہو جاؤ۔ میں بہت جلد فلورنس جا کر اس گناہ گار بدکردار انسان کو اس کے ظلم کی سزا دوں گا۔ لیکن ابھی مجھے اس شہر کے رئیس کی بیٹی ازابیلا کی تلاش ہے جس کو آج رات ڈاکو اغوا کر کے لے گئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ اسی حویلی میں آئے ہوں گے۔"

شہزادی کی روح بولی۔



"ازابیلا کو میں نے جب وہ چھوٹی سی تھی تو دیکھا تھا۔ مگر یہاں وہ نہیں ہے۔ ڈاکو اسے اس حویلی میں نہیں لائے۔ اگر لاتے تو مجھے فوراً پتہ چل جاتا افسوس کہ میں حویلی سے باہر نہیں جا سکتی۔ وگرنہ ازابیلا کو تلاش کرنے میں تمہاری ضرور مدد کرتی۔"

ناگ شہزادی کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اس کے چچا سے بدلہ لینے کا وعدہ کیا اور اجازت طلب کی۔ شہزادی کی روح کے چہرے پر پہلی بار اطمینان کی لہر آئی۔ اس نے ناگ کو دھیمی آواز میں الوداع اور خدا حافظ کہا اور اس کا دھندلا چہرہ غائب ہو گیا۔

ناگ نے فوراً سانپ کی شکل بدلی اور کمرے سے نکل کر حویلی کے دالان میں آ گیا۔ اب اسے ازابیلا کی فکر ہوئی وہ حویلی سے باہر نکل آیا۔ وینس شہر کا آسمان جگمگاتے ستاروں سے بھرا ہوا تھا اور ان کا عکس نہروں کے پانی میں پڑ رہا تھا۔ شہر کی اونچی نیچی پتھریلی گلیاں سنسان تھیں۔ ناگ نے سوچا کہ یہاں سانپ کی شکل میں رینگنا خطرناک ہوگا۔ بہتر یہی ہے کہ وہ کسی پرندے کے روپ میں اُڑ کر ازابیلا کا سراغ لگائے۔ اس نے گہرا سانس لے کر ایک سیاہ رنگ کی چڑیا کا روپ بدل لیا اور گلیوں بازاروں میں اڑنا شروع کر دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ایک جگہ اسے شہر کے محرابی دروازے میں سے ایک پراسرار شخص نظر آیا۔ اس نے اپنا جسم سیاہ لبادے میں چھپا رکھا تھا اور ادھر ادھر دیکھتا ایک گلی میں داخل ہو گیا۔ ناگ کو اس پر شک ہوا۔ جلدی سے غوطہ لگا کر ناگ بھی اسی گلی میں آ گیا وہ پراسرار آدمی ایک لکڑی کے دروازے والے مکان میں گھس گیا اور دروازہ بند کر دیا۔ ناگ مکان کی چھت پر آ گیا۔ یہاں ایک سیڑھی نیچے مکان کے صحن میں جاتی تھی۔ ناگ سیڑھی میں سے ہو کر نیچے صحن میں آ گیا۔

اندھیرے میں صحن ویران ویران تھا۔ برآمدے میں ایک جگہ دھندلی سی روشنی آ رہی تھی۔ ناگ وہاں اُڑ کر گیا۔ یہ روشنی ایک بند کمرے کے روشندان سے آ رہی تھی۔ ناگ فوراً کالے رنگ کا چھوٹا سا سانپ بن کر روشندان کی دیوار پر چڑھ گیا۔ روشندان میں سلاخیں لگی تھیں۔ اس نے سلاخوں میں سے گذر کر دوسری طرف کمرے میں دیکھا۔ گول میز پر موم بتی روشن تھی۔ وہی پُراسرار آدمی ایک دوسرے آدمی کے پاس کھڑا اس سے باتیں کر رہا تھا۔ پھر پُراسرار آدمی نے لبادے کی جیب سے ایک چمکتا ہوا خنجر نکال کر اپنے ساتھی کو دیا اور کہا۔

"میں خنجر لے آیا ہوا ہوں۔ اب ہمیں اس کا کام تمام کر کے لاش تہہ خانے میں دفن کر دینی چاہیے۔"



دوسرے آدمی نے کہا۔

"تم نے بڑا اچھا کام کیا ہے۔ میں تمہیں اس کا پورا پورا انعام دوں گا۔ آؤ میرے ساتھ۔"

اور وہ دونوں آدمی کمرے کا چھوٹا سا تنگ دروازہ کھول کر جھکتے ہوئے اس کے اندر چلے گئے۔ ناگ کے کان کھڑے ہو گئے۔ اس نے روشندان پر سے نیچے کمرے کے میز پر چھلانگ لگا دی۔ میز سے اُتر کر چھوٹے دروازے کے پاس آیا۔ دروازہ بند تھا۔ ناگ کو ایک جگہ چھوٹا سا سوراخ نظر آ گیا۔ اس نے اپنے آپ کو اور زیادہ باریک کر لیا اور سوراخ میں سے گذر گیا۔

دوسری طرف ایک تنگ سی کوٹھڑی تھی۔ یہاں طاق میں موم بتی جل رہی تھی۔ ایک تخت پر ازابیلا رسیوں سے بندھی پڑی تھی۔ شاید وہ بے ہوش تھی۔ کیونکہ وہ کوئی حرکت نہیں کر رہی تھی۔ دونوں پُراسرار آدمی اس کے دائیں بائیں کھڑے تھے۔ ایک کے ہاتھ میں خنجر چمک رہا تھا۔ سیاہ پوش آدمی کی داڑھی تھی اس نے خنجر والے آدمی سے کہا۔

"اب کیا دیر ہے۔ جلدی سے اس کا گلا کاٹ دو، اسے ہوش آ گیا تو شور مچانا شروع کر دے گی۔"

دوسرے آدمی نے خنجر اوپر اٹھایا ہی تھا کہ کمرے میں ایک بھیانک گرج پیدا ہوئی یہ آواز اس قدر خوفناک اور دھماکے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



والی تھی کہ اس کے ہاتھ سے خنجر چھٹ کر گر پڑا۔ سیاہ کپڑوں والا آدمی بھی اپنی جگہ سے یوں ہل گیا جیسے زلزلہ آگیا ہو۔ انہوں نے بند دروازے کی طرف دیکھا تو اُن کے ہوش اڑ گئے۔ ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ گئے۔ کیونکہ کوٹھڑی کے بند دروازے کے آگے ایک کالی پیلی دھاریوں والا بنگال کا خونخوار شیر اپنا تیز نوکیلے دانتوں والا منہ کھولے دھاڑ رہا تھا۔ شیران پر جھپٹا۔

ایک ہی پنجہ مار کر شیر نے دونوں کو زمین پر گرا لیا۔

دونوں بے ہوش ہو چکے تھے۔ یہ ناگ تھا جس نے سانپ سے شیر کی شکل بدل لی تھی۔ وہ سانپ بن کر بھی اُن کو پکڑ سکتا تھا۔ مگر اس نے سوچا کہ شیر بن کر دیکھا جائے کیونکہ اُسے عرصہ ہوا کہ وہ شیر نہیں بنا تھا۔ اب ناگ کو خیال آیا کہ اگر ازابیلا کو ہوش آگیا تو اپنے سامنے شیر دیکھ کر اس کا دل خوف سے بند نہ ہو جائے۔ اس نے جھٹ انسانی شکل اختیار کر لی۔

بے ہوش آدمیوں میں سے سیاہ کپڑوں والے کی گردن بڑے آرام سے خنجر سے کاٹ ڈالی۔ دوسرے آدمی کے سینے میں خنجر اتار دیا۔ پھر ازابیلا کو اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور دروازہ کھول کر مکان کے صحن اور پھر اس کو لے کر باہر برآمدے میں آگیا۔ سامنے سڑک تھی جو رات کے وقت بالکل سنسان تھی۔ ازابیلا ابھی تک بے ہوش تھی۔



ناگ نے سفید سانپ کا مہرہ نکال کر اپنے منہ میں رکھا اور غائب ہو کر ازابیلا سمیت اڑنے لگا۔ اڑتا اڑتا وہ شہر کے مکانوں کے اوپر سے ہو کر ازابیلا کی شاندار حویلی کے آگے جا کر اتر گیا۔ ازابیلا کو ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ اپنی حویلی کے خوبصورت ہال کمرے میں بستر میں لیٹی ہے۔ ریشمی کمبل اس کے جسم پر ہے۔ ناگ اور اس کا باپ سرہانے کھڑے مسکرا رہے ہیں۔

"میں خواب تو نہیں دیکھ رہی؟"

اس کے اطالوی باپ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں بیٹی! تم خواب نہیں دیکھ رہی ہیں۔ یہ تمہارا گھر ہے۔ تمہیں میرے دشمن اغوا کر کے لے گئے تھے۔ ناگ۔ ہمارا معزز مہمان تمہیں ان کے چنگل سے نکال کر لے آیا ہے تمہیں اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے"

ازابیلا نے ذرا سا مسکرا کر ناگ کا شکریہ ادا کیا۔ ناگ نے کہا۔

"اب آپ آرام کریں"

ناگ ازابیلا کے باپ سے اجازت لے کر اپنی کوٹھڑی میں آکر سو گیا۔ دوسرے روز اس نے ازابیلا اور اس کے باپ کو خدا حافظ کہا اور سب سے پہلے بندرگاہ پر جا کر معلوم کیا کہ چین کو جانے والا جہاز دو ہفتوں کے بعد وہاں سے روانہ ہو رہا ہے۔ اب اُسے ویران حویلی کی اداس شہزادی کی روح کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



بدلینے فلورنس شہر کی طرف جانا تھا۔ جہاں ایک سنہری گنبد والے مکان میں شہزادی اوفیلا کی اداس روح کے اکلوتے بیٹے کے قاتل چچا سے انتقام لینا تھا۔ تاکہ شہزادی کی روح ویران حویلی سے نکال کر اوپر جنت میں اپنے بیٹے کی روح کے پاس پہنچ سکے۔

ناگ نے فلورنس شہر کے بارے میں پوری معلومات حاصل کر لی تھیں۔ اس وقت دن کی روشنی شہر میں پھیلی ہوئی تھی لوگ آج سے پونے دو سو سال پہلے کا لباس پہنے بازاروں میں آجا رہے تھے۔ کئی جگہوں پر بند گھوڑا گاڑیاں بھی جا رہی تھیں۔ ناگ نے بھی اس زمانے کا لباس پہن رکھا تھا۔ اور ایک سرائے کے باہر کھڑا گھوڑا گاڑی یعنی بند بگھی کا انتظار کر رہا تھا جو اس زمانے میں ایک شہر سے دوسرے شہر تک اسی طرح چلا کرتی تھیں۔ جس طرح کل بسیں چلتی ہیں۔ کچھ دوسرے مسافر بھی پاس ہی کھڑے تھے۔ اتنے میں دو گھوڑوں والی ایک بند بگھی آکر وہاں کھڑی ہو گئی۔ اس میں چھ مسافر سوار تھے۔ وہ باہر نکل آئے اور جلدی سے چھ اور مسافر سوار ہو گئے۔

ناگ کو اس میں جگہ نہ مل سکی۔ ویسے تو ناگ اڑ کر بھی جا سکتا تھا۔ مگر ایک تو اسے راستے کا پتہ نہیں تھا۔ دوسرا وہ چاہتا تھا کہ انسانوں کی حالت میں سفر کرے اور اطالیہ کے پہاڑی علاقے



کی سیر بھی کرے۔ لیکن جب اُسے بگھی میں جگہ نہ ملی تو اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اُڑ کر بگھی کے ساتھ ساتھ جائے گا۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا کہ کوئی اکیلی جگہ ملے تو سفید سانپ کا مہرہ منہ میں رکھ کر غائب ہو۔ سرائے کے آگے کافی لوگ جمع تھے۔ بگھی چل پڑی۔

ناگ کو اور تو کچھ نہ سوجھا۔ اس نے جیب سے مہرہ نکالا اور منہ میں رکھ لیا۔ ایک اطالوی بوڑھا اسے دیکھ رہا تھا۔ ناگ مہرہ منہ میں رکھتے ہی غائب ہو گیا۔ اس پر بوڑھے اطالوی نے پہلے آنکھیں جھپک کر، پھر آنکھیں زور زور سے مل کر اس جگہ کو دیکھا۔ جہاں ایک سیکنڈ پہلے ناگ کھڑا تھا۔ پھر وہ چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ کیوں کہ اس نے ایسا دہشت ناک منظر اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا کہ ایک آدمی اسکی آنکھوں کے سامنے کھڑے کھڑے غائب ہو گیا ہو۔ لوگ بوڑھے کی طرف لپکے کہ وہ بے ہوش کیوں ہو گیا۔

ناگ اس وقت بگھی کے ساتھ ساتھ اس کے اوپر اڑتا چلا جا رہا تھا۔ گھوڑا بگھی وینس شہر سے باہر نکل کر ایک سڑک کے درختوں میں گھری ہوئی پتھریلی سڑک پر بھاگی جا رہی تھی۔ ناگ درختوں کے اوپر ہو کر اڑنے لگا۔ وہ اس طرح سے اڑ رہا تھا جیسے مکان کی چھت پر کھڑا ہو۔ کبھی وہ غوطہ لگا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کر بگھی کے آگے نکل جاتا اور کبھی اوپر کو اٹھ جاتا۔ کبھی بگھی کے بالکل اوپر آجاتا اور کبھی اس کی کھلی کھڑکی کے ساتھ لگ کر اندر جھانک کر دیکھتا کہ کون کون سفر کر رہا ہے وہ بگھی کی چھت پر اس حالت میں بیٹھ نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ اگر بیٹھ جاتا تو فوراً ظاہر ہو جاتا اور اس کی اُڑان بند ہو جاتی۔

بگھی شہر سے کافی دُور نکل گئی تھی۔ سرو کے درخت ختم ہو گئے تھے۔ اور اب سڑک پہاڑیوں کے درمیان پھیلی ایک خوبصورت ہری بھری وادی میں سے گذر رہی تھی۔ سفر اس طرح جاری رہا۔ دن کے بارہ بجے بگھی ایک قصبے میں داخل ہو کر پرانی سرائے کے باہر آکر رک گئی۔ کوچوان نیچے اتر آیا سواریاں بھی کپڑے جھاڑتی بگھی سے باہر آئیں اور سرائے کے آگے دھوپ میں بیٹھ کر آرام کرنے لگیں۔ یہاں تھکے ہوئے گھوڑوں کی جگہ نئے تازہ دم گھوڑے بگھی کے آگے جوتے گئے۔ بگھی کی صفائی شروع ہو گئی۔ ناگ ابھی تک ہوا میں اُڑ رہا تھا۔ اُس نے سوچا اگر کوئی اسے اس حالت میں دیکھ لے تو کس قدر حیران ہو۔ ناگ نے ایک طرف انگوروں کا باغ دیکھا جہاں سرو کے گھنے جھنڈ بھی تھے۔ ناگ اس طرف جا کر درختوں کے درمیان اُتر آیا۔

زمین پر اترتے ہی وہ ایکدم سے ظاہر ہو گیا۔ اچانک ایک



آدمی چیخ مار کر دوڑا۔ اس نے ناگ کو ایکدم غیب سے ظاہر ہوتے دیکھ لیا تھا۔ وہ بھوت بھوت بھوت چلاتا بھاگا جا رہا تھا۔ چھوٹا سا قصبہ تھا۔ اس نے سب کو بتا دیا کہ ایک بھوت انسان کی شکل میں آ گیا ہے۔ ناگ انگوروں کے باغ سے نکل کر سرائے کی طرف آیا تو اس آدمی کی نظر پڑ گئی۔ بس پھر کیا تھا اس نے شور مچا دیا۔

"یہ رہا وہ بھوت، پکڑ لو، جلا دو اسے، یہ جادوگر ہے، یہ چڑیل ہے، بھوت ہے۔"

اس زمانے میں رواج تھا کہ جس عورت پر چڑیل یا مرد پر جادوگر ہونے کا شبہ ہوتا اسے کلیسا کے حکم سے آگ میں زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ لوگ پہلے تو ڈرے۔ مگر پھر ناگ کی طرف نیزے اور تلواریں لہراتے ہوئے لپکے۔ ناگ تو گھبرا گیا کہ یہ کیا مصیبت آ گئی ہے۔ اس کو اور تو کچھ نہ سوجھا جلدی سے مہرہ نکال کر منہ میں رکھ لیا اور غائب ہو کر اوپر ہوا میں بلند ہو کر تیرنے لگا۔ لوگوں نے اُسے غائب ہوتے دیکھا تو ڈر کر پیچھے کو بھاگے۔ اب انہیں یقین ہو گیا کہ وہ شخص سچ مچ کوئی بھوت پریت تھا۔ ناگ قصبے کے اوپر اڑنے لگا۔ کافی آگے جا کر وہ ایک پرانے محل کے کھنڈر میں اترا اور ایک پتھر پر دھوپ میں بیٹھ کر سامنے پھیلے ہوئے دریا کا نظارہ کرنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اصل میں وہ بگھی کے تیار ہو کر چلنے کا انتظار کر رہا تھا۔ دُور قصبے میں اسے سرائے نظر آ رہی تھی جہاں مسافر بگھی میں سوار ہونا شروع ہو گئے تھے۔ وہی شیطان آدمی اِدھر اُدھر گھوم پھر کر لوگوں کو بھوت سے خبردار رہنے کی ہدایت کر رہا تھا۔ لوگ کچھ خوف زدہ بھی تھے اور جلدی سے وہاں سے نکل جانا چاہتے تھے کوچوان اپنی اونچی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے لمبا سیٹا ہوا میں لہرا کر کھٹاک کی آواز پیدا کی اور گھوڑوں کو آگے بڑھا دیا۔

بگھی قصبے سے باہر نکل کر فلورنس شہر کی طرف تیزی سے بھاگنے لگی۔ ناگ اسی کا انتظار کر رہا تھا۔ اس دفعہ اس نے سیاہ عقاب کی شکل بدلی اور فضا میں اونچا بلند ہو گیا وہ تیر کی طرح اوپر کو گیا۔ پھر غوطہ لگا کر ہوائی جہاز کی طرح بگھی کے اوپر آیا اور اس کے ساتھ ساتھ اڑنے لگا۔ بگھی وادی سے نکل کر دریا کے ساتھ والی کچی سڑک پر دوڑنے لگی۔

کھڑکی میں سے ایک مسافر نے دیکھا کہ کالے رنگ کا عقاب ان کے ساتھ ساتھ اُڑتا چلا جا رہا ہے۔ اُس نے دوسرے مسافروں کو بتایا۔ دوسرے مسافروں نے بھی کھڑکی میں سے سر نکال کر کالے عقاب کو دیکھا اور پریشان ہو گئے۔ انہیں یقین تھا کہ یہ وہی بھوت ہے جو عقاب کی شکل میں ان کا پیچھا کر رہا ہے۔ بگھی میں خوف وہراس پھیل گیا۔ کوچوان بھی بار بار سر اونچا



کر عقاب کو دیکھنے لگا جو برابر اس کے اوپر اڑتا جا رہا تھا۔ وہ بھی خوف زدہ ہو گیا۔

اس کے پاس ایک بار و د بھر کر چلانے والی پرانی قسم کی بندوق بھی تھی۔ اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ جھٹ بھری ہوئی بندوق کا رخ عقاب کی طرف کیا اور فائر کر دیا۔ دھماکے کی آواز آئی اور بگھی میں بیٹھی عورتوں نے چیخ ماری۔ گولیاں ناگ کے قریب سے ہو کر نکل گئیں۔ اسے کوچوان پر بڑا غصہ آیا۔ مگر وہ اسے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ وہ اور زیادہ بلند ہو گیا۔ یہاں تک بندوق کی گولیاں نہیں پہنچ سکتی تھیں۔

مسافروں نے سیاہ عقاب کو آسمان کی بلندیوں میں اونچا جاتے دیکھا تو ان کی جان میں جان آئی کہ اب بھوت ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا بگھی اپنی منزل کی طرف بھاگی جا رہی تھی۔ سورج اٹلی کی پہاڑیوں میں غروب ہو رہا تھا کہ دُور فلورنس شہر کی فصیل کی برجیاں دکھائی دینے لگیں۔ ناگ نے اب بگھی کا ساتھ چھوڑ دیا اور اوپر سے ایسا زبردست غوطہ لگایا کہ تیر کی طرح شہر فلورنس کی فصیل کے اوپر سے ہو کر اس کے اندر چلا گیا۔

ناگ شہر کے اوپر اڑنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ یہ شہر بھی پرانی طرز کی دو منزلہ تین منزلہ عمارتوں سے بھرا ہوا تھا۔ بڑا گنجان اور تنگ گلیوں والا شہر تھا۔ سڑکیں پتھروں کی تھیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اور حویلیوں کے باہر گھوڑے بندھے تھے۔ ناگ شہر کی فصیل کے اندر ایک پرانے قلعے کی کھائی کے پاس اتر گیا۔ یہاں اس نے ایک دیوار کی اوٹ میں ہو کر انسانی شکل اختیار کی اور شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ شہر کی عمارتیں شروع ہو گئیں۔

بازار لوگوں سے بھرے ہوئے تھے۔ پھر بھی زیادہ شور شرابا نہیں تھا۔ شام ہو جانے کی وجہ سے گھروں میں چراغ روشن ہو گئے تھے۔ ناگ نے سوچا کہ وہ رات کہاں بسر کرے؟ صبح اٹھ کر ہی وہ سنہری گنبد میں رہنے والے شہزادی اوفیلیا کے قاتل چچا کو تلاش کر سکتا تھا۔ رات کے پھیلتے اندھیرے میں سنہری گنبد والا محل تلاش کرنا بہت مشکل تھا۔ ناگ شہر کی گلیوں بازاروں میں گھومنے لگا۔ آخر اسے ایک سرائے نظر آئی جس کے باہر تیل کا لیمپ روشن تھا۔ ناگ کے پاس اس شہر کی کرنسی یعنی روپے پیسے نہیں تھے۔ اُسے خیال ہی نہیں رہا تھا کہ وہ کہیں سے کچھ پیسوں کا بندوبست کرے۔

بہرحال اُسے رات وہیں بسر کرنی تھی۔ کیونکہ سردی زیادہ شدید ہو رہی تھی۔ اگرچہ سانپ ہونے کی وجہ سے ناگ کو زیادہ سردی نہیں لگتی تھی۔ پھر بھی وہ سرائے سے باہر سرد رات کھلے آسمان تلے بسر نہیں کر سکتا تھا۔ پہلے اس کو خیال آیا کہ سانپ بن کر سرائے میں رات بسر کرے۔ پھر سوچا کہ انسان بن کر



رات کو سونے کا مزہ لینا چاہیے۔ ناگ سرائے کے مالک کے پاس گیا۔ وہ ایک گول موٹے پیٹ والا اطالوی گینڈا نما انسان تھا ناگ نے جب اُسے بتایا کہ اس کے پاس کمرے کا کرایہ نہیں ہے اور وہ کل شہر میں کسی دوست سے لے کر کرایہ ادا کر دے گا تو موٹے آدمی نے ناگ کو موٹی سی گالی دے کر کہا کہ وہاں سے دفع ہو جاؤ اور چلتے پھرتے نظر آؤ۔ گالی ناگ بھی نہیں سُن سکتا تھا۔ اُسے بے حد غصّہ آ گیا۔ وہ سب کچھ بھول گیا کہ کسی نے اسے دیکھ لیا تو اس کا راز فاش ہو جائے گا۔ اسی لمحے ناگ نے گہرا سانس لیا اور ایک اونچے بھاری بھرکم آدم خور قسم کے ہاتھی کی شکل بدلی اور اتنی زور سے چنگھاڑ ماری کہ سرائے کا مالک جو پہلے ہی ایک انسان کو ہاتھی بنتے دیکھ کر بھونچکا ہو گیا تھا چنگھاڑ سُن کر اپنی کرسی سے اچھل کر نیچے گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

ناگ نے اپنی سونڈ پوری طاقت سے چبوترے پر ماری جو ٹوٹ پھوٹ گیا۔ لوگوں نے وہاں ایک ہاتھی کو دیکھا تو سب کی حیرت سے چیخیں نکل گئیں۔ کیونکہ اس علاقے میں کبھی کبھی ہاتھی صرف سرکس میں ہی آیا کرتے تھے۔ لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ ناگ نے سونڈ بڑھا کر سرائے کے موٹے مالک کو اٹھایا اور دوبارہ کرسی پر بٹھا دیا۔ ناگ اس وقت پھر سے انسانی شکل میں آ گیا اور سرائے کے مالک کے منہ پر پانی کا چھینٹا مارا۔ وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ہڑبڑا کر ہوش میں آگیا۔ اپنے سامنے ناگ کو دیکھا تو کانپتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر بولا۔

"مجھے نہ مارنا، مجھے نہ مارنا"

وہ ناگ کو کوئی بہت بڑا جادوگر سمجھ رہا تھا۔ ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"اب بتاؤ مجھے سرائے میں رہنے کو جگہ دو گے کہ نہیں؟"

اے والے نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

حضور! یہ سرائے ساری کی ساری آپ کی ہے۔

جہاں جی چاہے جب تک جی چاہے ٹھہریئے"

---

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

# سانپ اور کھوپڑی

ناگ کو سرائے میں سب سے اچھا کمرہ مل گیا۔

دوسری منزل کے اس کمرے کے آگے بالکونی بھی تھی سرائے کا مالک صبح و شام لذیذ کھانے لے کر خود آتا اور ناگ کے آگے پیچھے پھرتا۔ وہ اس سے جادوگری سیکھنا چاہتا تھا تاکہ وہ خود بھی جادوگری کر کے دولت کما سکے۔ ناگ نے اُسے کہا۔

"تم خود ایک ہاتھی ہو۔ تمہیں جادو کے ذریعے ہاتھی بننے کی کیا ضرورت ہے"

ناگ نے اسی سرائے والے سے اداس روح کے قاتل چچا پولطینی کا پتہ معلوم کر لیا۔ وہ بڑا خوش ہو کر بولا۔

"جناب عالی! پولطینی کو کون نہیں جانتا وہ فلورنس کا سب سے بڑا رئیس ہے اس کے محل کے اوپر سنہری گنبد ہے"

پھر ناگ کے قریب منہ کر کے سرگوشی میں بولا۔

"مگر جناب! وہ بڑا کنجوس مکھی چوس اور ظالم ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



لوگ کہتے ہیں اس نے اپنے اکلوتے بھتیجے کو قتل کر کے کنویں میں پھینک دیا اور جائیداد پر قبضہ کر لیا۔ کسی فقیر کو ایک دھیلا بھی خیرات نہیں دیتا۔ جو کوئی اس کے خلاف بولتا ہے اُسے قتل کروا دیتا ہے۔"

ناگ کو اس سے زیادہ معلومات اور کیا چاہیے تھیں اس نے ایک دن اور ایک رات سرائے میں قیام کیا اور پھر پولطینی کے محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ سرائے کے مالک نے ناگ کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ وہ کسی بھی باہر کے آدمی سے نہیں ملتا اور اپنے خاص کمرے میں بیٹھا دریا کا نظارہ کرتا رہتا ہے۔ ناگ گھوڑے پر سوار تھا۔ یہ گھوڑا بھی سرائے کے مالک کا تھا۔ فلورنس شہر کے بازاروں سے ہوتا ہوا پولطینی کے محل کے سامنے جا پہنچا۔

چھ سات منزلہ بڑا خوبصورت محل تھا جس کی چھت پر سنہری گنبد چمک رہا تھا۔ ڈیوڑھی کا دروازہ قلعے کے دروازے کی طرح بھاری بھرکم اور کشادہ تھا۔ باہر چار پہرے دار نیزے لئے کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔ ناگ کو محل کی طرف غور سے گھورتے دیکھ کر ایک پہرے دار نے اپنی زبان میں ذرا تیز لہجے میں پوچھا کہ تم کون ہو اور یہاں کیا دیکھ رہے ہو؟ ناگ گھوڑے سے اتر کر اُن کے قریب آ گیا اور بولا۔

"جناب! میں یہاں پر دیسی ہوں۔ اس محل کی بڑی



تعریف سنی تھی۔ آج دیکھنے کا موقع ملا تو اپنا شوق پورا کر رہا ہوں۔"

پہرے دار نے کہا۔

"چلو چلو — اب بہت شوق پورا کر لیا۔ اپنی راہ لو۔"

ناگ نے آہستہ سے کہا۔

"کیوں جناب! اس محل میں کوئی نوکری مل جائے گی؟ بیکار ہوں۔ کام کر کے کمانا چاہتا ہوں۔"

دوسرے پہرے دار نے نیزہ ناگ کے سینے پر چبھوتے ہوئے کہا

"بھاگتا ہے کہ یہ نیزہ تمہارے سینے سے پار کر دوں؟"

تیسرے نے وہیں سے چلّا کر کہا۔

"ارے دیکھتا کیا ہے۔ پرودے اسے نیزے میں۔ مجھے تو کوئی ڈاکو لگتا ہے۔"

چوتھے پہرے دار نے پیچھے سے آ کر ناگ کو جکڑ لیا اور باقی دو پہرے داروں نے اتنی تیزی سے ناگ کے ہاتھ پیچھے رسّی سے باندھ ڈالے کہ خود ناگ بھی حیران رہ گیا۔

"اسے لے جا کر قید میں ڈال دو۔ کل مالک کے حضور پیش کریں گے۔"

وہ گھسیٹتے ہوئے ناگ کو حویلی کی ڈیوڑھی میں لے آئے اور پھر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اسی کے نیچے سیڑھیوں میں سے گذار کر ایک تہہ خانے میں پھینک دیا اور دروازہ بند کر کے تالا لگا دیا۔ ناگ کو کم از کم اس بات کی ضرور تسلی ہوئی کہ وہ پولطینی کے محل کے اندر تو داخل ہو گیا۔ لیکن وہ پولطینی کو ہلاک کرنے سے پہلے اس سے مل کر معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے اور مسافر لوگوں سے کیسا سلوک کرتا ہے۔

ناگ ساری رات تہہ خانے میں بند پڑا رہا۔ آدھی رات کو ایک پہرے دار نے اس کے آگے تھوڑی سی خشک ڈبل روٹی پھینک دی تھی۔ ناگ کو کھانے پینے کی تو ضرورت ہی نہیں تھی۔ وہ تو چاہتا تھا کہ اُسے جلد وہاں سے نکال کر پولطینی کے پاس لے جایا جائے۔ دوسرے روز دوپہر کے بعد ایک آدمی ہاتھ میں بندوق تھامے اندر آیا۔ اس کے پیچھے دو آدمی اور بھی تھے۔ انہوں نے ناگ کو ساتھ لیا اور تہہ خانے سے باہر نکل کر مختلف سیڑھیوں، برآمدوں، دروازوں اور بارہ دریوں سے ہوتے ہوئے محل کی آخری منزل پر لے آئے۔

یہاں ایک بڑی خوبصورت سنگ مرمر کی بالکونی بنی تھی جس کے سائبان پر سونے کا پترا چڑھا ہوا تھا۔ اس سائبان کے نیچے آرام کرسی پر ایک ادھیڑ عمر کا گنجا آدمی بھڑکیلا لباس پہنے بیٹھا تھا۔ اس کے ماتھے پر کالا مسّہ تھا اور ایک آنکھ اندر کو بیٹھی



ہوئی تھی۔ ناگ نے اُسے فوراً پہچان لیا۔ یہی شہزادی ادفیلیا کی اداس روح کے بیٹے کا قاتل اور اس کا چچا پولطینی تھا۔ جو ان دونوں ماں بیٹے کو موت کی نیند سُلا کر خود ان کے محل پر قبضہ کر کے بیٹھ گیا تھا۔ اس کے سامنے چاندی کا میز تھا جس پر سرخ سیب رکھے تھے۔ پولطینی کے پیچھے ایک خوبصورت یونانی کنیز کھڑی تھی۔ جو سیب کی قاشیں کاٹ کاٹ کر خود اس کے منہ میں ڈال رہی تھی۔

ناگ کو ایک طرف کھڑا کر کے پہرے دار نے جھک کر پولطینی کو سلام کیا۔ پولطینی نے ذرا سا سر گھما کر پہرے داروں اور ناگ کو دیکھا۔ پھر گردن دوسری طرف کر لی اور نیچے دریا پر بہتی کشتیوں کا نظارہ کرنے لگا۔ پہرے دار نے کہا۔

"حضور! یہ ایک اجنبی جاسوس ہے۔ محل کے باہر کھڑا اس کا نقشہ بنا رہا تھا۔ شاید حضور کے محل پر ڈاکہ ڈالنے آیا تھا کہ ہم نے اسے پکڑ لیا۔"

اب پولطینی نے چونک کر ناگ کی طرف دیکھا۔ وہ موت سے بڑا ڈرنے لگا تھا۔ اسے خوف رہتا تھا کہ کوئی اسے قتل نہ کر دے۔ گناہ کرنے والوں کا آخری عمر میں جا کر یہی حال ہوتا ہے وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے موت کے خوف سے لرزتے رہتے ہیں کہ موت کے بعد انہیں جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ اسی لئے انسان کو کبھی گناہ نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ جہاں گناہ کی بات بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ہو وہاں سے اٹھ کر چلے جانا چاہیے۔ پولطینی کی بھی اب یہی حالت تھی۔ ناگ اُسے اپنے قاتل کی شکل میں نظر آنے لگا۔ وہ کرسی سے اٹھ کر ناگ کے پاس آیا جو رسیوں میں جکڑا ہوا تھا جُھک کر ناگ کی آنکھوں کو دیکھا اور بولا۔

"یہ تو اپنی آنکھیں نہیں جھپکتا۔ ضرور یہ سانپ کی اولاد ہے۔ سانپ کا بچہ ہے۔ یہ مجھے ڈسنے آیا تھا۔ اسے میرے سامنے محل کی چھت سے نیچے دریا میں پھینک دو۔"

جس جگہ اس شکدل پولطینی کی بالکونی تھی اس کے نیچے دریا میں چھوٹے بڑے بیشمار نوکیلے پتھر پڑے ہوئے تھے۔ اس کے اوپر سے وہ جس آدمی کو گرا کر ہلاک کرتا تھا اس کی بوٹی بوٹی کا قیمہ بن جاتا تھا۔ پتھروں پر گرتے ہی اس کی ہڈی ہڈی الگ ہو جاتی تھی۔ ناگ نے اپنی موت کا حکم بڑے اطمینان سے سنا۔ کیونکہ اسے تو معلوم تھا کہ وہ زندہ رہے گا۔ وہ بولا۔

"کیا تم اجنبی مسافروں سے یہی سلوک کرتے ہو؟"

"کون ہو تم؟ کہاں سے آئے ہو؟ تمہیں کس نے مجھے قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے؟"

پولطینی نے کڑک کر پوچھا۔ ناگ نے کہا۔

"یہ سب باتیں میں بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے تم مجھے



قتل کر لو۔ تاکہ تمہاری آرزو پوری ہو جائے۔"

پولطینی نے تعجب سے مگر ذرا سا مسکرا کر ناگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"کیا تم قتل کے بعد زندہ رہو گے جو مجھ سے باتیں کرو گے؟"

ناگ ہنس کر بولا۔

"یہ تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا۔ ان لوگوں کو کہو کہ تمہارے حکم پر عمل کریں اور مجھے دریا میں پھینک دیں۔"

پولطینی نے نوکروں سے کہا۔

"یہ کوئی بڑا خطرناک قاتل ہے۔ اسے فوراً یہاں سے نیچے پھینک دو۔"

دو پہرے داروں اور دو نوکروں نے ناگ کو پکڑ کر بازوؤں پر اٹھا لیا اور چھت کی پتھریلی منڈھیر پر سے دوسری طرف دریا میں پھینک دیا۔ ناگ نے منہ میں سفید سانپ کا مہرہ رکھنے کی جائے محل کی چھت سے نیچے گرتے ہی گہرا سانس لیا اور سفید عقاب بن کر ہوا میں پرواز کرنی شروع کر دی۔ پولطینی اور نوکروں نے جھانک کر نیچے دیکھا۔ دریا میں کوئی انسان نہیں گرا تھا ہاں ایک سفید عقاب ضرور اس کی بالکونی کے اوپر آ کر بیٹھ گیا تھا۔

پہرے داروں نے ڈرتے ہوئے کہا۔

"حضور! یہ کوئی جادوگر تھا۔ انسان سے عقاب بن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



گیا ہے۔"

پولطینی نے ناگ کو گرتے دیکھا تھا عقاب میں بدلتے نہیں دیکھا تھا۔ اس کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ کہ ایک انسان پرندہ بھی بن سکتا ہے۔ اس نے کہا۔

"تم جھوٹ بکتے ہو۔ انسان پرندہ کیسے بن سکتا ہے؟"

نوکروں نے کہا۔

"حضور! ہم نے اپنی آنکھوں کے سامنے اس جادوگر کو انسان سے عقاب بنتے دیکھا ہے۔ وہ دیکھئے بالکونی پر بیٹھا آپ کو گھور رہا ہے۔"

پولطینی نے اشارے سے حکم دیا کہ اسے تیروں سے مار دیا جائے۔ چھپے ہوئے تیر اندازوں نے تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ ناگ نے پہلے ہی انہیں دیکھ لیا تھا۔ وہ وہیں بیٹھا بیٹھا سانپ بن کر ہوا میں غوطہ لگا گیا۔ پولطینی کی کنیز یہ منظر دیکھ کر کانپنے لگی۔ پولطینی نے کہا۔

"اس عقاب کو زندہ پکڑو۔ میں خود اسے اپنے ہاتھ سے ہلاک کروں گا۔"

اسی وقت محل کے خاص شکاریوں نے عقاب کو پکڑنے والے جال چھت پر پھیلا دیئے۔ جال میں چھوٹے چھوٹے بکرے چھوڑ دیئے کہ انہیں دیکھ کر عقاب جھپٹے گا اور جال میں پھنس جائے گا۔



اور پھر ایسا ہی ہوا۔ عقاب نے اوپر سے بکروں کو دیکھ کر ایک غوطہ لگایا۔ عین جال کے اوپر آ کر وہ چڑیا بن کر جال پر بیٹھ کر چوں چوں کرنے لگا۔ پھر چڑیا سے ایکدم مگرمچھ بن گیا اور زور زور سے ڈکراتا ہوا آگے بڑھا۔ نوکر اِدھر اُدھر بھاگ گئے۔ شکاری چبوتروں پر چڑھ گئے۔ پولطینی خود بالکونی کے پیچھے ہو گیا۔ مگرمچھ ایک بار پھر غائب ہو گیا اور اب ناگ انسانی شکل میں پولطینی کے سامنے جال کے اوپر کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"اب تمہیں یقین آ گیا ہوگا کہ میں کیوں کہتا تھا کہ اپنے قتل کے بعد تم سے کچھ باتیں کروں گا۔"

پولطینی ناگ کی "جادوگری" سے بڑا متاثر ہوا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر ناگ کو بازو سے تھام لیا اور کہا۔

"تم نے افریقہ کے جادوگروں کو بھی مات کر دیا۔ کیا تم مجھے یہ جادو سکھاؤ گے؟"

ناگ نے کہا۔

"پہلے ان سب نوکروں کو یہاں سے بھجوا دو۔ پھر تم سے بات کروں گا۔"

پولطینی نے اس وقت سب کو وہاں سے ہٹا دیا۔ اب ناگ اور پولطینی دونوں اکیلے رہ گئے۔ پولطینی نے کہا۔

"میں تمہیں محل میں ساری زندگی اپنا استاد بنا کر رکھوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



گا۔ مجھے بھی کوئی ایسا جادو بتاؤ کہ جس سے میں غائب ہو جاؤں اور کبھی نہ مر سکوں۔"

ناگ نے کہا۔

"کیا تمہیں موت سے ڈر لگتا ہے؟"

"ہاں۔ موت سے سبھی ڈرتے ہیں۔"

ناگ نے پولطینی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

"اگر تمہیں موت کا اتنا ڈر تھا تو پھر جائیداد کی خاطر اپنے معصوم بھتیجے کو قتل کیوں کیا؟"

اس سوال پر پولطینی اچھل سا پڑا اور قہر بھری نظروں سے ناگ کو دیکھتے ہوئے غرایا۔

"تو تم میرے دشمن بن کر مجھے گرفتار کرنے آئے ہو؟"

ناگ نے بڑے اطمینان سے کہا۔

"نہیں۔ میں تمہیں تمہارے گناہوں کی سزا دینے آیا ہوں۔ تم نے ایک بے گناہ معصوم کی جان لی اور اس کی ماں کو خودکشی کرنے پر مجبور کیا۔ اب اپنی موت کے لئے بھی تیار ہو جاؤ۔"

پولطینی گھبرا گیا۔ سمجھ گیا کہ اس جادوگر سے فرار ممکن نہیں۔ پھر بھی وہ طاقت ور آدمی تھا۔ سینکڑوں نوکر چاکر اس کی حفاظت پر ہر وقت اپنی جان قربان کرنے کو تیار رہتے تھے۔ اس نے



زور سے نعرہ لگایا۔

"اسے پکڑ لو، یہ قاتل ہے۔"

اتنا سننا تھا کہ اردگرد سے پولطینی کے باڈی گارڈ بندوقیں تلواریں نیزے لئے ناگ پر ٹوٹ پڑے ناگ بھی بے خبر نہیں تھا۔ ایک پل کے اندر اندر اس نے سفید سانپ کا مہرہ نکال کر منہ میں رکھا اور غائب ہو کر بالکونی سے اوپر فضا میں اڑنے لگا۔ وہ بالکونی کے سنہری گنبد کے اوپر چکر لگا رہا تھا۔ وہ اس طرح پولطینی کو نہیں مارنا چاہتا تھا۔ ناگ نے فلورنس شہر کے اوپر ایک لمبا چکر لگایا اور پھر جنگل کی طرف نکل گیا وہ رات ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ شام کے وقت اس نے ایک ننھی سی نیلی چڑیا کا روپ بدلا اور پولطینی کے محل کے اوپر آکر بیٹھ گیا۔ وہ جائزہ لینا چاہتا تھا کہ پولطینی رات کو کہاں ہوگا۔

یہاں سے اڑ کر وہ محل کے اندر والے بڑے صحن میں اتر آیا۔ اردگرد ساتوں منزلوں کے بیشمار کمرے اور بالکونیاں تھیں جن میں پھولوں کے گملے بہار دے رہے تھے۔ ناگ ایک بالکونی سے ہو کر محل کے اندر چلا گیا۔ محل کے برآمدے اور غلام گردشیں کشادہ اور اونچی چھتوں والی تھیں۔ یہاں نیلی چڑیا کو کسی نے نہ دیکھا۔ ناگ کئی کمروں سے ہو کر آخر پانچویں منزل میں آیا تو دیکھا کہ ایک عورت سفید اپران باندھے ہاتھ میں چینی کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



پیالہ لئے ایک شاندار دروازے والے کمرے میں داخل ہوئی۔
ناگ پھُر سے اڑ کر اس کے ساتھ ہی کمرے میں چلا گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک شاندار بستر پر پولطینی شیر کی کھال کا مکبل گھٹنوں تک رکھے آرام کر رہا ہے۔ چار نوکرانیاں آس پاس کھڑی ہیں۔ کوئی اس کے سر کو دبا رہی ہے۔ کوئی ہاتھ پونچھ رہی ہے۔ تو کوئی اس کے پیر دبا رہی ہے۔ پیالے والی نوکرانی نے چاندنی کی تپائی پر جا کر پیالہ رکھا اور پھر ادب سے بولی۔

"یحیٰی حاضر ہے حضور!"

پولطینی نے یحیٰی پی کر تالی بجائی اور کہا۔

"تم سب یہاں سے چلی جاؤ اور میرے حبشی گارڈ کو بھیج دو۔"

نوکرانیاں چلی گئیں۔ تھوڑی دیر بعد دو حبشی غلام ہاتھوں میں تلواریں لئے وہاں آ گئے۔ پولطینی نے کہا۔

"میرا دشمن بڑا خطرناک جادوگر ہے۔ اس سے بچنے کے لئے بڑی ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی.."

اتنا کہہ کر پولطینی نے اردگرد دیکھا اور کہا۔

"ہو سکتا ہے اس جادوگر کی روح سن رہی ہو۔ اس لئے میرے قریب کان لاؤ۔ میں کان میں اگلی بات



کہوں گا۔"

غلام نے کان پولطینی کے منہ کے قریب کر دیا۔ پولطینی نے اسے کچھ کہا۔ غلام نے سر جھکا کر کہا۔

"جو حکم میرے آقا۔"

ناگ کچھ نہ سمجھ سکا۔ اس نے پولطینی کا کمرہ دیکھ لیا تھا۔ اب وہ آدھی رات کا انتظار کرنے لگا۔ وہ محل کی چھت پر آ گیا۔ وہاں اس نے آدھی رات کر دی۔ جب فلورنس شہر اور محل پر خاموشی چھا گئی تو ناگ نے نیلی چڑیا سے کالے سانپ کا روپ بدلا اور محل کی اوپر والی سیڑھیوں اور روشن دانوں سے ہوتا ہوا نیچے پانچویں منزل پر آ گیا۔ برآمدے کی دیوار اور غلام گردش کی چھت پر رینگتا ناگ پولطینی کے سونے کے کمرے کے دروازے پر آ گیا۔ یہاں ایک شمع روشن تھی۔ اور دو غلام حبشی تلواریں اٹھائے آمنے سامنے کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔

ناگ ابھی تک غلام گردش کی چھت پر تھا۔ اس کو روشندان کی تلاش تھی۔ اب اس نے دیکھا کہ خواب گاہ کا کوئی روشندان ہی نہیں ہے۔ کچھ دیر ناگ چھت کے ساتھ اندھیرے میں لگا سوچتا رہا۔ آخر اسے ایک ترکیب سوجھی۔ وہ رینگتا ہوا دوسری طرف نکل گیا۔ یہاں اندھیرا تھا۔ اس نے انسان کی شکل اختیار کر لی۔ اور سفید سانپ کا مہرہ منہ میں رکھ لیا۔ اس کے رکھتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ہی وہ غائب ہو کر اوپر ہوا میں تیرنے لگا۔

ناگ ہوا میں تیرتا ہوا غلام گردش سے ہو کر سیدھا پولطینی کی خواب گاہ کے دروازے پر آگیا۔ یہاں دو حبشی خونخوار قسم کے ہٹے کٹے غلام اسی طرح پہرہ دے رہے تھے۔ ناگ اگر چاہتا تو دروازے کو دھکا دے کر یا توڑ کر اندر داخل ہو سکتا تھا مگر وہ نہیں چاہتا تھا کہ پولطینی اس کی آمد سے خبردار ہو کر کہیں خفیہ جگہ پر چھپ جائے۔ وہ بے خبری میں اسے پکڑنا چاہتا تھا۔

ناگ نے ایسا کیا کہ ہوا میں اسی طرح اڑتا ہوا ذرا پیچھے اندھیرے میں چلا گیا۔ یہاں جا کر اس نے آہستہ سے آواز دی۔

"بچاؤ، بچاؤ!" اس آواز کو سن کر ایک حبشی غلام گردش کی طرف بھاگا۔ دوسرا اپنی جگہ پر پہرہ دیتا رہا۔ پہلا حبشی جب غلام گردش میں اس جگہ آیا جہاں اندھیرا تھا اور ناگ زمین سے کوئی آٹھ فٹ اوپر ہوا میں تیر رہا تھا تو ادھر اُدھر تکنے لگا کہ کس نے آواز دی تھی ——

ناگ نے اوپر سے حبشی کے سر پر زور سے مکا مار دیا۔ حبشی کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور وہ گر پڑا۔ اس کی چیخ کی آواز سن کر اس کا ساتھی ادھر کو لپکا۔ ناگ اس کے لپکنے کا انتظار کر رہا تھا۔ دروازہ خالی ہوا تو ناگ غوطہ لگا کر وہاں پہنچا۔ ایک سیکنڈ کے اندر اندر باریک سیاہ رنگ کا سانپ بن



کر بند دروازے کی درز میں سے دوسری طرف نکل گیا۔

اب وہ پولطینی کی خواب گاہ میں تھا۔ پولطینی شیر کی کھال اوڑھے شاندار پلنگ پر خواب خرگوش کے مزے لے رہا تھا۔ ناگ رینگتا ہوا اس کے پلنگ پر چڑھ گیا۔ پھر وہ سرہانے کی طرف آیا اور منہ سے پکڑ کر کمبل کو ذرا سا کھسکایا۔ سونے والے نے ہڑبڑا کر کمبل پرے ہٹا دیا۔ شمع کی روشنی میں ناگ نے دیکھا کہ پولطینی کی جگہ وہاں ایک حبشی غلام سو رہا تھا۔ حبشی غلام نے بھی اپنے سامنے ایک سانپ کو دیکھا تو چیخ مار کر پلنگ سے کود گیا۔ شور سن کر باہر کے غلام بھی تلواریں لہراتے اندر آگئے۔ اس عرصے میں ناگ ایک جگہ کونے میں چھپ گیا تھا۔

"سانپ! سانپ! ابھی یہاں ایک کالا سانپ تھا۔"

حبشی کے شور مچانے پر خواب گاہ میں دوسری شمعیں بھی روشن کر دی گئیں اور سانپ کونے سے نکل کر دیوار پر چڑھنے لگا تو سانپ پر ایک حبشی کی نظر پڑ گئی۔ "وہ رہا سانپ" اور اس نے تلوار کا وار دیوار پر کیا۔ ناگ کی خوش قسمتی تھی کہ بچ گیا وگرنہ کٹ کر دو ٹکڑے ہو جاتا۔ معاملہ خطرناک تھا۔ ناگ اچھل کر زمین پر گر پڑا۔ اس کے پیچھے حبشی غلام تلواریں لے کر بھاگے۔ ناگ نے گہرا سانس لیا اور انسان کی شکل میں آگیا۔ اس جادو پر حبشی غلام دنگ ہو کر جہاں کھڑے تھے وہیں بُت بن کر رہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



گئے۔ ناگ نے اس سے فائدہ اٹھایا اور سفید سانپ کا مہرہ منہ میں رکھ کر غائب ہو گیا اور خواب گاہ میں چھت کے ساتھ لگ کر اڑنے لگا۔ سارے محل میں افراتفری مچ گئی۔

پولطینی وہاں نہیں آ رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جادوگر ناگ پہنچ گیا ہے۔ اس لئے وہ وہاں ڈر کے مارے نہیں آ رہا تھا۔ حبشیوں نے جب ناگ کو غائب ہوتے دیکھا تو ڈر کر وہاں سے بھاگ گئے تمام کمروں کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ ناگ بھی پریشان سا ہو گیا۔ پولطینی کی مکاری اور ہوشیاری کی وجہ سے وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو رہا تھا۔ مگر وہ اسے چھوڑ کر وہاں سے جانا بھی نہیں چاہتا تھا۔ وہ غلام گردشوں میں سے اڑتا ہوا محل کے باورچی خانے کی طرف آ گیا۔ یہاں نوکر جاگ پڑے تھے اور دروازہ بند کئے باتیں کر رہے تھے۔ ان کی باتوں سے ناگ کو معلوم ہوا کہ پولطینی محل کے ایک تہہ خانے میں چھپا بیٹھا ہے۔

یہ تہہ خانہ کہاں تھا؟ ناگ کو یہ معلوم نہ ہو سکا۔ وہ باورچی خانے میں ہی چھت کے ساتھ اِدھر اُدھر چکّر لگا رہا تھا۔ ناگ کی خوش قسمتی سے ایک کنیز بھاگتی ہوئی اندر آئی اور بولی۔

"مالک نے جلدی سے کبوتروں کی یخنی مانگی ہے۔"

باورچی نے سر جھٹک کر کہا۔

"آدھی رات کو مالک کو کبوتروں کی یخنی کی کیا ضرورت



پڑ گئی؟"

کنیز نے کہا۔

"جادوگر کے محل میں آنے سے مالک پریشان ہے۔ وہ یخنی پینا چاہتا ہے تاکہ اس کے دل کو طاقت ملے۔"

باورچی ہنس پڑا۔ اس نے یخنی گرم کر کے پیالے میں ڈالی اور کنیز کو دے دی۔ کنیز یخنی لے کر چلی تو ناگ بھی اس کے ساتھ اُس کے سر کے اوپر اڑتا ہوا چل پڑا۔ کنیز چار منزلوں کی سیڑھیاں اتر کر محل کی پہلی منزل پر آ گئی۔ یہاں سے ایک جانب تہہ خانے کو سیڑھی جاتی تھی۔ اس جگہ اکٹھے تین حبشی غلام پہرہ دے رہے تھے۔ کنیز کو وہ جانتے تھے۔ انہوں نے اُسے کچھ نہ کہا۔ ناگ کو وہ دیکھ نہ سکتے تھے۔ ناگ بھی غوطہ لگا کر سیڑھی میں آ گیا اور نیچے پھسلتے لگا۔

تہہ خانے کیا تھا ایک سجا سجایا شاندار کمرہ تھا جس کی دیواروں پر مخمل کے پردے ٹنگے تھے۔ چاندی کے پائوں والا پلنگ بچھا تھا جس پر ریشمی کمبل اوڑھے پولطینی بے چین سا بیٹھا تھا۔ کنیز اندر داخل ہوئی تو اس نے چلّا کر کہا۔

"دروازہ زور سے بند کر دو، زور سے بند کرنا۔"

کنیز نے دروازہ بند کر کے کنڈی چڑھا دی۔ مگر ناگ اندر داخل ہو چکا تھا۔ پولطینی نے کبوتروں کی یخنی پیتے ہوئے کنیز سے پوچھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"جادوگر کو کسی نے دیکھا ہے کیا؟"

"ہاں مالک ۔ دیکھا تھا۔ مگر وہ جھٹ سے غائب ہوگیا۔"

"ہوں ـــــ کم بخت میرے پیچھے پڑ گیا ہے۔ مگر خیر اس تہہ خانے میں تو اس کا باپ بھی داخل نہیں ہوسکتا۔"

باپ کے خلاف یہ جملہ ناگ نہ سن سکا۔ جھٹ ظاہر ہوگیا اور پولطینی کے سامنے کھڑا ہوکر بولا۔

"میں داخل ہوچکا ہوں اندھے قاتل!"

پولطینی کے ہاتھ سے یخنی کا پیالہ گر پڑا۔ کنیز چیخ مار کر پرے ہٹ گئی۔ ناگ نے کہا۔

"گھبراؤ نہیں بہن، میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔"

پولطینی نے چلّا کر کہا۔

"کوئی ہے؟ میری مدد کرو۔ میری مدد کرو۔"

مگر دروازہ اتنی زور سے بند تھا کہ باہر آواز نہ جاسکتی تھی اور پھر تہہ خانے سے آواز اوپر کم ہی جایا کرتی ہے۔ ناگ نے ایک پل میں اپنا آپ بدل لیا۔ اب وہاں ناگ کی جگہ ایک دس فٹ لمبا بڑا ہی خوفناک پھن دار سیاہ سانپ اپنا پھن اٹھائے کھڑا پولطینی کی طرف زبان نکال نکال کر پھنکار رہا تھا۔ پولطینی کا رنگ اڑ گیا۔ خون خشک ہوگیا۔ کنیز غش کھا کر گر پڑی۔ ناگ آہستہ آہستہ کھسکتا پولطینی کی طرف آیا۔



پولطینی کانپ رہا تھا۔ اس کا جسم لرز رہا تھا۔ چہرہ پسینے سے تر بہ تر تھا۔ سانپ اس کے چہرے کے بالکل آگے اپنا پھن لاکر زبان بار بار باہر نکالنے لگا۔

سانپ نے اپنی زبان پولطینی کی آنکھ کے ساتھ لگائی تو اس کی اکیلی آنکھ ایکدم سانپ کے زہر اور گرمی سے کالی پڑ گئی۔ پولطینی نے چیخ مارنی چاہی مگر اس کا حلق خشک ہوچکا تھا۔ اس کی آواز نہ نکل سکی۔ سانپ پولطینی کی گردن کے گرد لپٹ گیا۔ اس کا پھن پولطینی کے منہ کے آگے تھا۔ پولطینی گرنے ہی والا تھا کہ سانپ نے اس کے ہونٹوں پر ایک بار، دو بار، تین بار ڈس دیا۔ پولطینی کے خون میں خطرناک کالے ناگ کا زہر اس قدر تیزی سے داخل ہوا کہ وہ ریت کی دیوار کی طرح بستر پر بیٹھ گیا۔ اس کا جسم پہلے اکڑ کر سخت ہوا۔ پھر نرم ہوکر پگھلنے لگا اور پانی بن گیا۔ چند لمحوں کے بعد بستر پر صرف اس کی ہڈیاں اور کھوپڑی ہی باقی بچی تھی۔

کنیز کو ہوش آگیا تھا۔ اس نے بستر پر سانپ اور مالک پولطینی کی کھوپڑی دیکھی تو دروازہ کھول کر چیختی چلاتی شور مچاتی باہر کو نکل بھاگی۔ حبشی غلام بھاگ کر اندر آئے۔ انہوں نے دیکھا ان کے مالک پولطینی کی لاش کی جگہ بستر پر صرف چند ایک گلی سڑی ہڈیاں اور کھوپڑی پڑی تھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



# مایا مندر کے پراسرار جنگل

ناگ نے چڑیا کا روپ اختیار کیا اور پھڑپھڑاتا ہوا تہہ خانے کی سیڑھیوں سے نکل اوپر محل کی پہلی منزل میں آ گیا۔ یہاں سے وہ برآمدے میں سے اڑتا ہوا باغ اور پھر باغ سے اڑ کر محل کے باہر نکل گیا۔

محل سے اڑتا ہوا وہ سیدھا ایک یونانی مندر کے پیچھے سنگ مرمر کے فرش پر اُتر آیا۔ اور پھر سے انسانی شکل اختیار کر لی۔ مندر کا یہ حصّہ ویران تھا۔ یہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ ناگ اپنا مشن مکمل کر چکا تھا۔ اس نے شہزادی ادفیلیا کی بھٹکتی ہوئی روح کا انتقام لے لیا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ اب اُس کی بے چین روح جنت میں اپنے پیارے بیٹے کے پاس چلی گئی ہوگی۔

اتنے میں بڑی ٹھنڈی اور خوشبودار ہوا کا جھونکا ناگ کے قریب سے گذرا۔ اور ساتھ ہی ادفیلیا کی آواز آئی۔

"تمہارا شکریہ ناگ! میں ویران حویلی کی قید سے آزاد ہو گئی ہوں۔ وہ دیکھو جنت کے دروازے پر کھڑا میرا



پیارا بچہ مجھے مسکرا کر ہاتھ ہلا ہلا کر اپنے پاس بُلا رہا ہے۔ میں جنت میں اپنے پیارے بیٹے کے پاس جا رہی ہوں۔ خدا حافظ! میں تمہیں ہمیشہ یاد کروں گی اور تمہارے لئے دعا کیا کروں گی ــــــ"

"خدا حافظ" ناگ نے ہوا میں ہاتھ ہلا کر ادفیلیا کو الوداع کہا۔ ہوا کا ٹھنڈا خوشبودار جھونکا آگے نکل گیا۔ ناگ بڑا خوش ہوا کہ ایک بھٹکتی ہوئی روح کو اپنے بچے کی محبت نصیب ہو گئی اور ایک سنگدل قاتل کو اس کے گناہ کی سزا مل گئی۔ اب اس کا اپنا سفر شروع ہونے والا تھا۔ اس نے عنبر اور ماریا کی تلاش میں سپین کی طرف جانا تھا۔ اس کی جیب میں ایک پائی بھی نہیں تھی۔ وہ جہاز کا کرایہ کہاں سے ادا کر سکتا تھا۔ فلورنس کے موٹے سرائے والے سے وہ دھوکے سے روپے نہیں لینا چاہتا تھا۔ ناگ نے ایسا کبھی نہیں کیا تھا۔ اس نے ہمیشہ پرانے بادشاہوں کے دفن شدہ خزانوں سے رقم حاصل کی تھی۔

فلورنس شہر کے اردگرد کئی ایک بادشاہوں کے پرانے محل تھے اور ناگ کو یقین تھا کہ ان کے اندر کئی جگہوں پر خزانے دفن ہوں گے۔ ایک رات وہ سرائے سے چپکے سے نکل کر ایک محل کے کھنڈر میں آ گیا۔ اُسے خبر بھی نہ ہوئی اور سرائے کا موٹا مالک اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ ناگ نے کھنڈر میں آکر ایک جگہ سانپوں کی زبان میں خفیہ سگنل بھیجا تاکہ وہاں اگر کوئی سانپ ہو تو آجائے۔

سانپ اسی کھنڈر کے نیچے آرام سے سو رہا تھا اچانک اس کے جسم سے ناگ دیوتا کا مقدس سگنل یعنی لہریں ٹکرائیں تو وہ جلدی سے اٹھا اور کھنڈر سے باہر آکر ناگ کے آگے جھک گیا۔

"حکم میرے مقدس دیوتا!"

ناگ نے اپنی زبان میں اس سے پوچھا کہ کیا وہاں کوئی خزانہ دفن ہے؟ سانپ نے کہا کہ ہاں وہاں سے چند قدم دور زمین کے اندر ہیرے جواہرات سے بھری ہوئی ایک دیگ دفن ہے جو قارون بادشاہ کے زمانے سے زمین کے اندر سفر کرتے ہوئی وہاں آگئی ہے۔ ناگ نے کہا۔

"اس دیگ میں سے چند ایک ہیرے لاکر مجھے دے دو۔"

"جو حکم میرے مقدس ناگ دیوتا!"

یہ کہہ کر سانپ واپس چلا گیا۔ ایک ستون کی اوٹ سے سرائے کا مالک یہ سارا تماشہ دیکھ رہا تھا۔ وہ ناگ اور سانپ کی آوازیں تو نہیں سن سکتا تھا مگر یہ دیکھ کر حیران تھا کہ ناگ کے آگے ایک سانپ کنڈلی مارے بیٹھا ہے اور وہ اس کی طرف گھور کر تک رہا ہے۔ جب سانپ چلا گیا تو ناگ وہاں پتھر پر بیٹھ گیا۔ سرائے کا مالک بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ سانپ



کہاں گیا ہے؟

تھوڑی دیر بعد سرائے کے مالک نے دیکھا کہ سانپ اندھیرے میں چلا آرہا ہے اور اس کے منہ میں کچھ ہیرے ہیں جن کی چمک سے روشنی کا ایک دائرہ اس کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔ سرائے کے مالک کی آنکھیں ہیروں کو دیکھ کر چکا چوند ہو گئیں۔

سانپ نے ہیرے لاکر ناگ کے قدموں پر ڈال دیئے۔

"کچھ اور لاؤں میرے آقا؟"

"نہیں۔ یہی کافی ہیں۔"

ناگ نے یہ کہہ کر ہیرے اٹھا لئے اور دیکھنے لگا۔

"یہ ہیرے بہت قیمتی معلوم ہوتے ہیں۔ آج سے چار ہزار برس پہلے فرعون کے تاج میں اس قسم کے ہیرے ہوا کرتے تھے۔"

ناگ کے اس جملے پر سانپ نے کہا۔

"مقدس دیوتا بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔ قارون فرعونوں کے زمانے میں ہی تھا۔ یہ اسی کے خزانے کے ہیرے ہیں حضور!"

"تمہارا شکریہ دوست! اب تم جا سکتے ہو۔"

"آپ کی خدمت کے لئے میں ہر وقت حاضر ہوں مقدس دیوتا!"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



یہ کہہ کر سانپ واپس اندھیرے میں گم ہو گیا۔ سانپ کے جاتے ہی سرائے کا مالک اوٹ سے نکل کر دوسری طرف جانے لگا تو پتھر سے ٹکرا کر گر پڑا۔ ناگ نے آواز سنی تو تیزی سے اُدھر آگیا۔ سامنے زمین پر سرائے کا موٹا مالک پڑا کراہ رہا تھا۔ ناگ کو اس پر سخت غصّہ آیا۔ سمجھ گیا کہ وہ اس کا تعاقب کر رہا ہوگا۔ اس نے موٹے کو اٹھایا۔ وہ کپڑے جھاڑ کر بولا۔

"بھائی! مجھے معاف کر دینا۔ میں نے وہ ہیرے دیکھ لئے ہیں جو سانپ تمہیں دے کر گیا۔"

"پھر اب تم کیا چاہتے ہو؟"

"کچھ نہیں۔ صرف تمہاری خوشی چاہتا ہوں۔"

اس با اخلاق انداز گفتگو نے ناگ پر بڑا اثر کیا۔ کہنے لگا۔

"اگر تم مجھ سے ہیرے جواہرات کا حصّہ طلب کرتے اور مجھے بلیک میل کرنے کی کوشش کرتے تو میں اسی وقت تمہیں زمین کے اندر زندہ دفن کر دیتا۔ لیکن تم نے ایسا اخلاق والا فقرہ کہا ہے کہ میرے دل کو جیت لیا ہے۔ سچ ہے۔ اچھے اخلاق والا انسان ہمیشہ فائدے میں رہتا ہے۔"

سرائے کا مالک بڑا خوش ہوا۔ اور زیادہ نرم گفتار ہو کر بولا

"بھائی! ہم تو تمہارے نوکر ہیں، غلام ہیں، تمہاری



خدمت ہمارا فرض ہے۔ تم کچھ دو چاہے نہ دو۔ یہ تمہاری مرضی ہے۔ ہمارا کام خدمت کرنا ہے سو ہم کرتے جائیں گے۔"

ناگ نے مسکرا کر کہا۔

"جو کچھ یہاں ابھی ابھی ہوا ہے اسے تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ ایک سانپ مجھے کسی جگہ سے یہ چار ہیرے لا کر دے گیا ہے۔ میں ان میں سے دو ہیرے تمہیں اپنی خوشی سے دیتا ہوں۔ یہ لو۔ یہ تمہارے اچھے اخلاق کا انعام ہے۔"

سرائے کے مالک نے جلدی سے ہیرے لے کر جیب میں رکھ لئے اور ناگ کا شکریہ ادا کیا۔ ناگ اُسے لے کر واپس سرائے میں آگیا۔ دوسرے روز ناگ فلورنس شہر کے ایک سب سے مشہور جوہری کے ہاں گیا جو ایک یہودی تھا۔ مگر شہر میں بڑا ایماندار مشہور تھا۔ ناگ نے اُسے دونوں ہیرے دکھائے تو وہ ان ہیروں کی چمک دمک دیکھ کر حیران رہ گیا۔ بار بار ہیروں کو گھما پھرا کر دیکھتا تھا۔ بولا۔

"برخوردار! تم نے یہ ہیرے کہاں سے چرائے ہیں؟ مجھے صاف صاف بتا دو۔ میں کسی سے ذکر نہیں کروں گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ناگ نے کہا۔

"یہ ہمارے آبائی خاندانی ہیرے ہیں۔ ایک ضرورت کی وجہ سے فروخت کر رہا ہوں۔ آپ یقین کریں کہ میں نے انہیں چرایا نہیں ہے۔"

جوہری نے کہا۔

"میرا تجربہ اور ہیرے جواہرات کا علم مجھے بتا رہا ہے کہ یہ ہیرے آج سے ہزاروں برس پہلے کے فرعون مصر کے زمانے کے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہارے خاندان میں چلے آ رہے ہوں۔ ضرور یہ کسی جگہ زمین میں خزانے کے ساتھ دفن تھے اور تم وہاں سے چرا کر لے آئے ہو۔"

ناگ کو بڑا غصہ آیا۔ اس نے کہا۔

"جناب اگر آپ اسے خریدنا چاہتے ہیں تو بات کریں نہیں تو میں کسی دوسری دکان پر جاتا ہوں۔"

ناگ نے ہیرے جوہری کے ہاتھ سے لے لئے۔ جوہری نے جلدی سے کہا

"نہیں نہیں برخوردار، میں تو ویسے ہی تم سے دریافت کر رہا تھا۔ میں اسے ضرور خریدوں گا۔ بولو۔ کیا لوگے اس کا؟"

ناگ نے کہا۔



"جو مناسب دام بنتے ہیں دے دیں۔"

جوہری نے ناگ کو تجوری میں سے ایک ہزار سونے کی اشرفیاں نکال کر دے دیں۔ ناگ کو اس سے زیادہ چاہیں بھی نہیں تھیں شکریہ ادا کر کے اشرفیاں تھیلے میں ڈال واپس سرائے میں آگیا۔

سرائے کے مالک کو پتہ چلا تو اس نے ناگ سے کہا۔

"تمہیں تو جوہری نے لوٹ لیا ہے۔ ان ہیروں کی قیمت لاکھوں اشرفیاں ہیں۔"

ناگ بولا۔

"مجھے لاکھوں اشرفیوں کی ضرورت نہیں جتنی چاہیے تھیں وہ مجھے مل گئیں۔ اب میں ملک سپین کی طرف جانا چاہتا ہوں۔ یہ بتاؤ کہ یہاں سے کوئی سمندری جہاز کب روانہ ہوتا ہے۔"

سرائے والے نے کہا۔

"یہ میں آج ہی معلوم کر لیتا ہوں۔"

شام کو سرائے والے نے ناگ کو بتایا کہ سپین کی جانب ایک بادبانی جہاز اگلے روز شام کو روانہ ہونے والا ہے۔ ناگ نے بندرگاہ پر جا کر کرایہ ادا کر دیا اور اگلے روز شام کو جہاز میں سوار ہو کر سپین کی جانب روانہ ہو گیا۔

اب ہم عنبر اور ماریا کی طرف امریکہ کے ملک میں جاتے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



ہیں۔ یاد رہے کہ یہ امریکہ آج سے ڈیڑھ سو برس پہلے کا امریکہ ہے جبکہ وہاں ابھی لوگ آباد ہو رہے تھے اور کچھ ریاستوں میں لاقانونیت کا دور دورہ تھا۔ خاص طور پر جنوبی ریاستوں میں پستول باز کاؤبوائے اور ڈاکو اکثر قصبوں میں دندناتے پھرتے تھے اور بنکوں اور کاؤچ گاڑیوں کو لوٹ لیا کرتے تھے کسی انسان کو جان سے مار دینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ اس سے پہلی قسط میں آپ یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ عنبر کو ابی الماس بادشاہ کی روح نے خزانے کی چابی دی تھی جسے لے کر وہ زرگال کی تلاش میں جا رہا ہے۔ عنبر کو ہپاچی قبیلے والوں نے بتایا تھا کہ زرگال کو جنوبی امریکہ کے ملک میکسیکو کے جنگلوں میں رہنے والے مایا تہذیب کے قبیلے کے ریڈ انڈین خرید کر لے گئے ہیں اور وہاں وہ کسی مایا مندر میں پتھر ڈھو رہا ہے۔ عنبر خزانے کی چابی لئے ایک گھوڑا گاڑی میں دوسرے مسافروں کے ساتھ بیٹھ دریائے ایمزن پار کر کے میکسیکو شہر کی جانب سفر کر رہا ہے ماریا اس کی تلاش میں ایک پہاڑی غار میں پہنچ گئی تھی۔ جہاں ایک انسانی بلّی نے اُسے بتایا تھا کہ عنبر دریائے ایمزن پار کر چکا ہے اور مایا مندر کی طرف روانہ ہے چنانچہ ماریا بھی عنبر کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔ ماریا اس وقت دریا پار کر کے کالی چٹانوں کے درمیان سے گذرنے والی کچی سڑک پر اکیلی جا رہی ہے۔



ہم ماریا کو دریا پار کی کالی چٹانوں میں چھوڑتے ہیں اور پہلے عنبر کی خبر لیتے ہیں۔ کہ وہ کس حال میں ہے۔

یہ ایک وسیع صحرائی علاقہ ہے۔ جہاں تھوہر کی کانٹے دار جھاڑیوں کے سوا کچھ نہیں اُگا ہوا۔ اونچے نیچے مٹی کے ٹیلے ہیں تیز دھوپ اور گرم ہوا ہے۔ دو گھوڑوں کی بند گاڑی کچے راستے پر بھاگی جا رہی ہے۔ ہر بیس میل کے بعد پڑاؤ آتا ہے جہاں گھوڑے بدلے جاتے ہیں۔ گاڑی کی صفائی ہوتی ہے۔ مسافر ٹھنڈا پانی پی کر کچھ ہوش میں آتے ہیں اور اس کے بعد پھر سفر شروع ہو جاتا ہے۔

عنبر بڑی خاموشی سے سفر کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ چھ سات مسافر ہیں۔ یہ کاؤچ گاڑی ذرا بڑی ہے۔ مسافروں میں دو عورتیں بھی ہیں۔ بچے بھی ہیں۔ صرف ایک رات اور ایک دن کا سفر باقی رہ گیا ہے۔ شام کے وقت گھوڑا گاڑی ایک پڑاؤ پر رکتی ہے۔ یہاں مسافر رات کا کھانا کھاتے ہیں۔ گھوڑے تبدیل کئے جاتے ہیں اور شروع رات میں پھر سفر شروع ہو جاتا ہے صحرائی رات کچھ ٹھنڈی ہے۔ مسافر نیند میں ہیں۔ رات گذر جاتی ہے دوسرے روز دوپہر کے وقت اس طویل سفر کا آخری پڑاؤ آتا ہے۔ یہاں مسافر کھانا کھاتے ہیں۔ منہ ہاتھ دھو کر تازہ دم ہوتے ہیں۔ دھوپ خوب تیز ہے۔ گاڑی کے گھوڑے بدلے جا رہے ہیں۔ مسافر سرائے کے پچھے تلے لکڑی کی کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



یہاں چھاؤں میں کچھ آرام ہے۔ سکون ہے۔ ایک بچہ چھاؤں میں ایک طرف کھیل رہا ہے۔ اچانک بچے کے سامنے جھاڑی سے نکل کر ایک سانپ آجاتا ہے۔ لوگ شور مچاتے اسے مارنے لگتے ہیں کہ سانپ بچے کی گردن میں لپٹ جاتا ہے۔ بچہ سہم کر وہیں بیٹھ جاتا ہے۔ بچے کی ماں کا بُرا حال ہے۔ وہ رو رہی ہے۔ کئی ایک مسافر پستولیں نکال کر سانپ کو مارنے لگتے ہیں۔ مگر خطرہ ہے کہ گولی بچے کو نہ لگ جائے۔

عنبر نے یہ ڈراؤنا منظر دیکھا تو ایکدم بچے کے عقب میں آگیا اور اپنا ہاتھ سانپ کی طرف بڑھایا۔ سانپ نے فوراً عنبر کے ہاتھ پر ڈس دیا۔ عورتوں کی چیخیں نکل گئیں۔ عنبر نے سانپ کو گردن سے پکڑ کر بچے کی گردن سے اتار لیا۔ پھر سانپ کی گردن نیچے رکھ کر اُسے پاؤں سے اتنی زور سے مسلا کہ وہ زمین کے اندر دھنس گیا۔ عورت نے اپنے بچے کو سینے سے لگا لیا۔ لوگ عنبر کی طرف لپکے۔

"زہر کا اثر ابھی نہیں ہوا۔ ہاتھ باندھ دو۔ تھوہر کے کڑوے پتے ابال کر پلاؤ۔"

ہر کوئی سانپ کے زہر سے بچنے کے نسخے بتا رہا تھا۔ ایک بوڑھا بولا۔

"یہ سانپ بے حد زہریلا تھا۔ مجھے خطرہ ہے کہ اس نوجوان کی زندگی نہ بچا سکو گے۔ یہ اب کوئی دم کا مہمان ہے۔"

عنبر ان سب کی باتیں خاموشی سے سن رہا تھا اور کرسی پر بیٹھا



اپنے ہاتھ کی اس جگہ کو دیکھ رہا تھا۔ جہاں سانپ نے کاٹا تھا وہاں زخم کا ذرا سا بھی نشان نہیں تھا۔ لوگوں نے بھی جب دیکھا کہ زخم کا ہلکا سا نشان تک نہیں تو پہلے تو حیران ہو کر ایک دوسرے کو تکنے لگے پھر عنبر سے پوچھا۔

"سانپ نے کہاں کاٹا تھا؟"

"اس جگہ" عنبر نے انگلی سے ہاتھ پر ایک جگہ اشارہ کیا کسی کو یقین نہیں آسکتا تھا کہ سانپ نے نہیں کاٹا ہوگا۔ کیونکہ ان سب کی آنکھوں کے سامنے سانپ نے عنبر کے ہاتھ پر زور سے منہ مار کر کاٹا تھا۔ عنبر نے مسکرا کر کہا۔

"مجھ پر سانپ کے زہر کا اثر نہیں ہوا کرتا۔"

وہی بوڑھا جس نے کہا تھا کہ عنبر کوئی دم کا مہمان ہے اٹھا اور عنبر کی طرف دیکھ کر بولا۔

"تم نے ایسی کونسی چیز کھا رکھی ہے کہ تم پر سانپ کے زہر کا اثر نہیں ہوتا؟"

عنبر نے کہا۔

"مجھ پر ایک بزرگ کی دُعا کا اثر ہے۔"

"یہ ناممکن بات ہے۔ تم ضرور کوئی جادوگر ہو۔ کیا یہ جادو تم ہم لوگوں کو نہیں بتا سکتے کیونکہ ہمارے ہاں اکثر لوگوں کو سانپ کاٹتے رہتے ہیں۔ اس سے ہم لوگوں کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



بڑا فائدہ ہوگا۔"

عنبر کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ انہیں کیا جواب دے۔ وہ انہیں کیسے بتائے کہ اسے دنیا کا کوئی سانپ صرف اس لئے نہیں ڈس سکتا کہ وہ خدا کے حکم سے کچھ عرصے کے لئے موت سے محفوظ کر دیا گیا ہے اور اُسے ابھی موت نہیں آ سکتی۔ وہ لوگوں کی مدد بھی کرنا چاہتا تھا۔ کہنے لگا۔

"بات یہ ہے کہ مجھے جس بزرگ کی دعا ہے وہ یہاں ہوتے تو تمہیں بھی دعا دیتے۔ اب وہ یہاں نہیں ہیں اس لئے میں مجبور ہوں اور خواہش کے باوجود تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔"

مسافروں میں ایک سرپھرا پستول باز کاؤبوائے بھی تھا جو اس سے پہلے خونی مقابلوں میں کتنے ہی لوگوں کو پستول سے ہلاک کر چکا تھا۔ بڑا اکھڑ اور بدتمیز آدمی تھا۔ جسم بھی گینڈے کی طرح مضبوط تھا۔ گردن سُور کی طرح موٹی تھی۔ پستول تان کر عنبر کے پاس آیا۔ بولا۔ "تم بکواس کرتے ہو۔ تمہیں دعا یاد ہے۔ تم ہمیں بتانا نہیں چاہتے۔ جلدی بتاؤ نہیں تو میں تمہیں گولی مار دوں گا۔"

عنبر الجھن میں پھنس گیا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ بڑے اخلاق اور نرمی سے کہنے لگا۔



"بھائی! میں سچ کہہ رہا ہوں۔ اگر مجھے دعا یاد ہوتی تو یقین کرو میں تم سب کو بتا دیتا۔ لیکن میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس سلسلے میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔"

اکھڑ پستول باز کا پارہ اور چڑھ گیا۔ لوگ بھی خاموش تھے کہ شاید سختی کرنے سے ہی عنبر کچھ بتا دے۔ پستول باز کاؤبوائے نے پستول کی نالی کا رخ عنبر کے سر کی طرف کر کے کہا۔

"میں دس تک گنتی گنوں گا۔ اگر تم نے دعا نہ بتائی تو گولی چلا دوں گا۔"

سب لوگ کاؤبوائے کی ہاں میں ہاں ملانے لگے۔ عنبر کو بڑا غصہ آیا۔ جس بچے کی عنبر نے جان بچائی تھی اس کی ماں نے چلا کر کہا۔

"یہ ظلم نہ کرنا۔ اس کی جان بخشی کر دو۔ یہ ایک شریف نوجوان ہے۔ اس نے میرے بچے کی جان بچائی ہے۔"

ایک مسافر نے چیخ کر کہا۔

"تو پھر یہ ہمیں زہر کا توڑ کیوں نہیں بتاتا؟ اس پر سانپ کے زہر کا کوئی اثر نہیں ہوا۔"

پستول باز نے گنتی شروع کر دی تھی۔ عنبر مسکرایا۔

"تم احمق ہو۔ تمہاری ایک بھی گولی مجھے نقصان نہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



پہنچا سکے گی۔"

پستول باز آٹھ تک پہنچ چکا تھا۔ لوگ خاموش کھڑے تھے وہاں سناٹا چھا گیا تھا۔ جونہی پستول باز کاؤ بوائے دس کے ہندسے تک پہنچا اس کی پستول سے شعلہ نکلا۔ دھماکہ ہوا۔ گولی عنبر کی کھوپڑی سے ٹکرا کر نیچے گر پڑی۔ عنبر اپنی جگہ پر اس طرح کھڑا مسکراتا رہا۔ کاؤ بوائے نے سوچا کہ شاید نشانہ چوک گیا ہے۔ اس نے اوپر تلے چار فائر کر دیئے۔ چاروں کی چاروں گولیاں عنبر کے سر اور سینے کے سامنے لگیں۔ اور ایک ایک کر کے نیچے گرتی گئیں۔ لوگوں کی تو حیرت سے چیخیں نکل گئیں۔ سرائے کا مالک اور کوچوان بھی دنگ رہ گئے کہ یہ کس قسم کا جادوگر نوجوان ہے کہ اس پر گولی کا اثر نہیں ہوا۔ عنبر نے اب اپنی جیکٹ میں سے بھرا ہوا پستول نکال لیا۔ اور بولا۔

"اب میری باری ہے۔ میرے خیال میں تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ تم اپنی باری لے چکے ہو۔"

سارا مجمع دم بخود ہو گیا۔ کوئی نہ بولا۔ کاؤ بوائے کو پسینہ آ گیا۔ عنبر نے اس کے پاؤں کے قریب دو گولیوں کے فائر کئے۔ مٹی اڑی اور کاؤ بوائے کھڑے کھڑے کانپ اٹھا۔ عنبر نے تیسرا فائر آسمان کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"تم لوگ مجھے بڑے ناشکرے معلوم ہوتے ہو۔ پھر بھی



میں نے اس آدمی کو معاف کر دیا ہے۔ اگر اب کسی نے میرے ساتھ الجھنے کی کوشش کی تو میں پستول کے بغیر میں اُسے قبر میں پہنچا سکتا ہوں۔"

لوگ شرمندہ ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ عنبر خاموشی سے گھوڑا گاڑی میں آ کر بیٹھ گیا۔ وہ عورت بھی عنبر کے پاس بیٹھ گئی۔ اس نے عنبر کا بیحد شکریہ ادا کیا۔ ہر کوئی عنبر کو اس طرح دیکھ رہا تھا۔ جیسے وہ کوئی بھوت پریت ہو۔ کیونکہ انہوں نے اپنی زندگی میں آج تک ایسا انسان نہیں دیکھا تھا جس پر گولی کا اثر نہ ہوتا ہو۔ گھوڑا گاڑی اپنے سفر پر روانہ ہو گئی۔ شام ہونے سے ذرا پہلے ان کی منزل آ گئی اور گھوڑا گاڑی میکسیکو کے بڑے شہر میں داخل ہوئی۔ آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے کا یہ شہر آج کی طرح ماڈرن شہر نہیں تھا۔ لیکن پھر بھی بڑا گنجان تھا اور گلیوں، بازاروں میں رونق تھی۔ عنبر ایک سرائے میں جا اُترا۔

رات سرائے میں گزارنے کے بعد عنبر نے دوسرے دن سرائے کے مالک سے مایا مندر کے بارے میں دریافت کیا۔ مایا مندر کا نام سن کر اُس نے گھبرا کر عنبر کو دیکھا۔

"کیوں میاں! تم مایا مندر کا کیوں پوچھ رہے ہو؟ وہاں تو چڑیلوں اور بھوتوں کا قبضہ ہے۔ جو کوئی اُدھر گیا آج تک واپس نہیں آیا۔ تمہیں سونے کی تلاش ہے تو کسی دوسرے علاقے کا رخ کرو، مایا مندر کو بھول جاؤ۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



عنبر بولا۔

"بات اصل میں یہ ہے کہ میرا ایک بھائی جس کا نام زرگال ہے اُدھر گیا تھا۔ میں اس کی تلاش میں جا رہا ہوں۔"

سرائے کے مالک نے عنبر کے کندھے میں ہاتھ رکھ کر کہا۔

"برخوردار! مایا مندر اور اپنے بھائی کو بھول جاؤ۔ تمہارے بھائی زرگال کی تو اب ہڈیاں بھی نہیں رہیں ہوں گی۔"

عنبر نے تنگ آ کر کہا۔

"بھائی تم مجھے صرف اتنا بتا دو کہ مایا مندر کی طرف کون سا راستہ جاتا ہے؟ باقی میں جانوں اور میرا کام۔"

سرائے کے مالک نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔

"اچھا میاں۔ اگر تم واقعی مرنا چاہتے ہو تو پھر میں تمہیں نہیں روکوں گا۔ مایا مندر یہاں سے پانچ سو میل دور دریائے یوگوٹا کے کنارے والے جنگل میں ایک ٹیلے پر ہے۔ ایک سٹیمر یہاں سے تمہیں دریائے یوگوٹا تک پہنچا دے گا۔ اس سے آگے جنگل میں تمہیں اکیلا سفر کرنا ہو گا۔ کیونکہ دنیا کا کوئی انسان اگر تم اسے لاکھ روپے بھی دے دو تو تمہارے ساتھ اس جنگل میں نہیں جائے گا۔"

تین دن بعد عنبر ایک چھوٹے سے آگ سے چلنے والے سٹیمر میں دریائے یوگوٹا میں سفر کر رہا تھا۔ اس نے میکسیکو شہر میں اپنے ساتھ رسّی اور پستول کی



گولیاں رکھ لی تھیں۔ اس سے زیادہ اُسے کسی شئے کی ضرورت نہیں تھی۔

جس سٹیمر پر عنبر سفر کر رہا تھا۔ وہ بھاپ سے چلتا تھا اور اس کے اوپر بادبان بھی لگے تھے۔ اس زمانے میں بھاپ کے پرانی طرز کے انجن نئے نئے دریافت ہوئے تھے۔ سٹیمر کی رفتار بہت کم تھی۔ پانچسو میل کا سفر جہاز نے ایک مہینے میں طے کیا۔ آخر ایک روز جہاز نے عنبر کو یوگوٹا قصبے کی گھاٹ پر پہنچا دیا۔ یہ ایک چھوٹا سا قصبہ تھا۔ چند ایک دکانیں تھیں جہاں سے دیہات کے لوگ آٹا دال وغیرہ خرید کر آس پاس کے دیہات میں لے جاتے تھے۔ یہاں سے وہ خطرناک جنگل شروع ہوتا تھا جس میں کافی دور جا کر مایا مندر کا ٹیلہ تھا۔ اس جنگل میں کبھی کوئی نہیں گیا تھا۔ لوگ ادھر جاتے ہوئے ڈرتے تھے۔ گھنے درختوں کا یہ جنگل دور ہی سے خوفناک دکھائی دے رہا تھا۔ اس جنگل میں ریڈ انڈین کے ایسے خونخوار آدم خور قبیلے رہتے تھے جو کبھی یوگوٹا قصبے تک نہیں آئے تھے۔ جو کوئی بھی بھولا بھٹکا اس جنگل میں چلا گیا پھر کسی کو نظر نہ آیا۔ یا تو جنگل کے زہریلے سانپوں نے اُسے ہلاک کر دیا۔ اور یا پھر آدم خور ریڈ انڈین اُسے بھون کر کھا گئے۔

عنبر گھاٹ کے قریب ایک دکان کے باہر بیٹھا تھا اور اپنے گھسے ہوئے جوتوں کو نئے تلے لگوا رہا تھا۔ دکاندار نے اس سے پوچھا کہ وہ کہاں جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ جب عنبر نے اُسے بتایا کہ وہ مایا مندر کی تلاش میں جا رہا ہے تو دکاندار نے حیرت سے دیکھا اور کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو؟ کیا تم خودکشی کرنا چاہتے ہو؟"

عنبر نے کوئی جواب دیا۔ رات اس نے یوگوٹا کے قصبے میں بسر کی۔ دوسرے دن خدا کا نام لیا اور گھاٹ کے مغربی کنارے سے ہو کر جنگل میں داخل ہو گیا۔ اس جنگل میں کوئی راستہ نہ تھا۔ عنبر نے ایک چھرا خرید لیا تھا جس کی مدد سے وہ گھنی جھاڑیاں میں راستہ بناتا جنگل میں آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔ دوپہر تک وہ جنگل میں تھوڑی دور ہی جا سکا۔ اس نے بزرگ کی دی ہوئی سرمے کی سلائی کو بہت یاد کیا۔ اگر اس وقت وہ سرمہ اس کے پاس ہوتا تو اُسے آنکھوں میں لگا کر ہوا میں اڑتا مایا مندر تک پہنچ سکتا تھا۔ لیکن اب اُسے جنگل میں پیدل چل کر ہی سفر کرنا تھا۔ جنگل بڑا گھنا اور پُراسرار تھا۔ شاخیں زمین کو چھو رہی تھیں۔ صاف لگتا تھا کہ ادھر کبھی کسی انسان کا گذر نہیں ہوا۔ جنگل میں دن کے وقت بھی ہلکا ہلکا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ سارا دن عنبر جنگل میں سے گذرتا رہا۔ رات کو وہ ایک گھنے درخت کے نیچے آرام کرنے کو بیٹھا ہی تھا کہ اسے کسی سانپ کی پھنکار سنائی دی۔



# ناگن دیوی

سانپ کی پھنکار عنبر کے لئے کوئی نئی بات نہیں تھی۔ اس نے دیکھا کہ ایک گھنے درخت کے اوپر سے لال دھاری دار سات فٹ لمبا سانپ نیچے اتر رہا تھا۔ عنبر پریشان ہونے کی بجائے یونہی تماشے کی خاطر ذرا دلچسپی سے اس کی طرف تکنے لگا۔ سانپ بڑے سکون سے جلیبی کی طرح رینگتا عنبر کے قریب آکر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنا پھن کھول لیا اور عنبر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گھورنے لگا۔ عنبر کچھ حیران ہوا کہ یہ کیسا سانپ ہے جو سیدھا اُسی کے پاس آکر بیٹھ گیا ہے۔ کہیں یہ ناگ تو نہیں ہے؟ عنبر جلدی سے بولا۔

"ناگ! کیا یہ تم ہو؟"

دھاری دار سرخ سانپ پیچھے کی طرف ذرا سا کھسکا اور اچانک وہ ایک ایسی خوبصورت شکل والی عورت بن گیا جس کا سر تو عورت کا تھا۔ لیکن باقی سارا جسم سانپ کا تھا۔ عنبر اسے دیکھ کر سخت حیران ہوا اس نے آج تک ایسی عورت نہیں دیکھی تھی کہ جس کا دھڑ سانپ کا ہو اور سر عورت کا۔ اس عورت نے بڑی خوبصورت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



پہاڑ کاٹ رہے تھے۔ ایک انگریز انجینئر غنڈہ پستول لئے ان کی نگرانی کر رہا تھا۔ عنبر بھی ٹوکری میں مٹی بھرنے لگا۔ اس کی طرف کسی نے دھیان نہ دیا۔ سارے مزدور کمزور اور بدحال تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ انہیں مہینوں سے اچھی خوراک نہیں ملی۔ ان میں ریڈ انڈین لوگ بھی تھے میکسیکو کے نوجوان بھی تھے اور امریکی کسان بھی تھے۔ سارا دن عنبر کام کرتا رہا۔ دوپہر کو انہیں خشک ڈبل روٹی اور سبزی دی گئی۔ اس کے بعد انہیں پھر جانوروں کی طرح کام پر لگا دیا گیا۔ ذرا سی کسی سے غلطی ہو جاتی یا وہ آرام کرنے یا سانس لینے کے لئے کہیں رکتا تو انگریز پہرے دار اس پر کوڑوں کی بارش شروع کر دیتے۔ اگر کوئی آدمی بے بس ہو کر یا بیماری کی وجہ سے گر پڑتا تو اسے وہیں گولی مار دی جاتی تھی۔

عنبر کو وہاں کام کرتے دو تین روز ہو گئے تھے مگر کسی مزدور نے اس کے ساتھ زیادہ بات چیت نہیں کی تھی۔ سارا دن گدھوں کی طرح کام کرتے رہنے کے بعد انہیں الگ الگ لے جا کر غاروں میں بند کر دیا جاتا تھا۔ کام کے وقت وہ اتنے پریشان اور تھکے ہوئے ہوتے تھے کہ ایک دوسرے سے کوئی بات چیت نہ کرتے تھے پھر ایک نگران اس پر ہر وقت موجود رہتا تھا۔ وہاں کئی ایک گڑھے بھی تھے۔ عنبر کو ایک دن اس کے ساتھ مزدور نے بتایا۔

"ان گڑھوں میں ہم لوگوں کو مرنے کے بعد دبا دیا جائے گا۔ اس طرح کے کئی گڑھے میرے سامنے ہی ہمارے



سے بنے ہوئے تھے۔ آنکھوں میں کالا کاجل تھا۔ ہونٹ سرخ تھے اور وہ مسکرا رہی تھی۔ عنبر اس سے بات کرنے ہی والا تھا کہ عورت خود بولی۔

"عنبر! میرا نام ناگن دیوی ہے۔ میں جانتی ہوں تم عنبر ہو اور مقدس ناگ دیوتا کے بھائی ہو۔ میں بھی پانچ سو برس بعد مقدس ناگن دیوی بن جاؤں گی۔ ابھی میرا پانچ سو سال کا چلّہ رہتا ہے۔ ابھی مجھ میں صرف اتنی ہی طاقت آئی ہے کہ میرا چہرہ عورت کا بن جاتا ہے لیکن باقی دھڑ سانپ کا ہی رہتا ہے۔ تمہارے جسم سے مقدس ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی تھی۔ میں نے تمہیں دیکھا تو سب کچھ معلوم ہو گیا کہ تم کون ہو اور کہاں جا رہے ہو۔"

عنبر نے کہا۔

"ناگن دیوی! تم سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔ میں مایا مندر کی طرف جا رہا ہوں۔ کیا تم میری کچھ مدد کر سکتی ہو اور بتا سکتی ہو کہ مایا مندر یہاں سے کتنی دور ہے؟"

ناگن دیوی بولی۔

"عنبر! مایا مندر کا خیال اگر تم اپنے دل سے نکال ڈالو تو اچھا ہے۔ کیونکہ اس مندر پر خبیث روحوں کا قبضہ ہے ریڈ انڈین آدم خور ہیں۔ خیر تمہیں تو وہ کچھ نہ کہہ سکیں گے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



بھائیوں کی لاشوں سے بھرے گئے ہیں۔"

عنبر نے اس سے پوچھا۔

"کیا یہاں سے کسی نے بھاگنے کی کوشش نہیں کی؟"

"یہاں سے جو بھاگنے کی کوشش کرتا ہے بہت جلد پکڑ لیا جاتا ہے۔ پھر اس کا سر کاٹ کر سونے کی کان کے دروازے پر لٹکا دیا جاتا ہے۔ اس لئے پھر کسی کو جرات نہیں ہوتی۔ کوئی بھی اپنا سر تن سے جُدا نہیں کرنا چاہتا۔"

عنبر نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ وہ ان لوگوں کو اس ظلم سے نجات دلا کر وہاں سے واپس جائے گا۔ انہیں اکیلا ان ظالم اور سنگدل قاتلوں اور انسانیت کے دشمن درندوں کے پاس چھوڑ کر وہاں سے اکیلا نہیں جائے گا۔ اسی روز عنبر نے کام کرتے ہوئے باری باری ہر ایک کے کانوں تک یہ بات پہنچا دی کہ وہ تیاری کر لیں۔ ان کی مصیبتوں کے دن ختم ہو گئے ہیں۔ یہ اذیت کیمپ تھا جہاں جب غنڈے اُن پر نگرانی کرتے تھے تو وہ زمانہ کئی من مٹی غار میں سے کھود کر چوبچے میں لائی جاتی اور ہر روز مٹی میں سے سونا چھان کر اس کا برادہ چمڑے کے تھیلوں میں جمع کر دیا جاتا تھا۔ یہ تھیلے بارک کی ایک کوٹھڑی میں پڑے تھے۔ جہاں ایک غنڈہ ہر وقت پستول لگائے پہرہ دیتا تھا۔

عنبر نے اپنے مشن پر عمل شروع کر دیا۔ اسے اس اذیت



کیمپ میں کام کرتے چھٹا روز تھا۔ اُسے نہ تو پاؤں کی بیڑی تنگ کرتی تھی۔ اور نہ بوجھ اٹھانے سے کوئی تکلیف ہوتی تھی۔ وہ تو وہاں کام کرتے انسانوں کی جانوروں سے بدتر حالت دیکھ کر پریشان تھا۔ اور انہیں ہر طریقے سے اس مصیبت، ذلت اور عذاب سے نجات دلانا چاہتا تھا۔ آٹھویں روز عنبر نے بیماری کا بہانہ بنا کر کام کرنے سے انکار کیا تو غنڈے اس پر ہنٹر برسانے لگے۔ عنبر کو ذرا بھی تکلیف نہیں ہو رہی تھی۔ اس نے کہا۔

"تم لوگ ظالم انسان ہو۔ میں شہر جا کر تمہاری رپورٹ پولیس کو کروں گا اور تمہارے ظلم و ستم اور قتل و غارت گری کا بھانڈا پھوڑ دوں گا۔"

اس پر غنڈوں نے عنبر کو رسیوں سے جکڑ کر کوٹھڑی میں بند کر دیا۔ دوپہر کے وقت جب سارے مزدور ایک جگہ بیٹھے روکھی سوکھی روٹی کھا رہے تھے۔ یہ غنڈے عنبر کو کوٹھڑی میں سے نکال کر باہر لے آئے۔ سب سے بڑے غنڈے نے دوسرے مزدوروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھو یہ شخص بیماری کا بہانہ بنا کر کام سے بھاگ رہا ہے۔ یہ باغی بن گیا ہے۔ کہتا ہے میں شہر جا کر پولیس کو خبر کر دوں گا۔ اس کا انجام کیا ہوگا یہ ابھی تم لوگوں کو معلوم ہو جائے گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سارے مزدوروں کو عنبر پر افسوس اور ترس آنے لگا کہ کیوں اس بے چارے نے ان کی خاطر اپنی زندگی قربان کرنے کا فیصلہ کیا۔ چھ کے چھ غنڈے ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر ایک ہٹا کٹا گینڈے ایسا غنڈا ہاتھ میں خنجر لے کر عنبر کے پاس آیا۔ عنبر کے ہاتھ پیر رسیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اُس نے عنبر کو زمین پر گرا دیا اور اُس کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے دوسرے مزدوروں کو چمکتا ہوا تیز خنجر دکھا کر کہا۔

"یہ ہوتا ہے باغی کا انجام اور بغاوت کی سزا۔ اگر تم میں سے کوئی بغاوت کرے گا۔ اس کو بھی یہی سزا ملے گی۔"

مزدوروں کے رنگ فق ہو گئے۔ دل میں ہر کسی کو سخت افسوس تھا کہ عنبر کے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ کیونکہ عنبر ان کے ساتھ بڑی ہمدردی کرتا تھا اور انہیں یہ خوش خبری دیا کرتا تھا کہ وہ بہت جلد ان کو آزاد کرا دے گا۔ غنڈے نے خنجر عنبر کی گردن پر رکھ دیا۔ عنبر نے کسی کا اعتراض نہ کیا وہ اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ غنڈے نے کہا۔

"بڑا بہادر نوجوان ہے۔ ہنستے ہوئے موت کو قبول کر رہا ہے۔"

عنبر نے صرف اتنا کہا۔

"تمہیں بھی ہنستے ہوئے موت کو قبول کرنا چاہیے جو تھوڑی دیر بعد آ رہی ہے۔"

غنڈے کو سخت طیش آیا کہ یہ شخص خنجر کی نوک کے نیچے اس قسم کی



گستاخی کی باتیں کر رہا ہے۔ اس نے پوری طاقت سے عنبر کی گردن پر خنجر پھیر دیا۔ خنجر پھیرتے ہوئے غنڈہ ذرا پرے ہٹ گیا تھا تاکہ عنبر کی گردن سے جو خون کا فوارہ چھوٹے گا اس سے کہیں اُس کے کپڑے نہ خراب ہو جائیں۔ لیکن وہاں کچھ اور ہی ہو رہا تھا۔ عنبر کی گردن ویسی کی ویسی تھی اور خنجر ایسے پھر رہا تھا جیسے وہ کسی پتھر کی سِل پر پھر رہا ہو۔ غنڈے نے دوسری بار اور طاقت استعمال کی۔ اس بار اس کا اپنا ہاتھ خنجر کی دھار لگنے سے زخمی ہو گیا۔ دوسرے غنڈوں نے آواز دی۔

"کیا کر رہے ہو؟ ابھی تک سر تن سے جُدا کیوں نہیں کیا؟"

مزدور بھی کچھ حیران حیران تھے۔ غنڈہ دیوانوں کی طرح خنجر چلا رہا تھا۔ عنبر کی گردن پر ہلکی سی خراش تک نہیں آ رہی تھی۔ وہ اٹھ کر پرے ہو کر کھڑا ہو گیا۔

"اس کی گردن تو پتھر کی ہے۔"

"کیا بکتے ہو؟" دوسرے غنڈے نے کہا۔

اور آگے بڑھ کر عنبر پر پستول کی ایکدم دو گولیاں فائر کر دیں۔ دونوں گولیاں عنبر کے سینے پر لگ کر ٹن کی آواز کے ساتھ دور جا گریں۔ اب تو غنڈوں نے عنبر کو پکڑ لیا کہ ضرور اس نے جیکٹ کے اندر لوہے کی صدری پہن رکھی ہے۔ مگر عنبر کا سینہ خالی تھا۔ انہوں نے خنجر کے وار کرنے شروع کر دیئے۔

اب عنبر کے صبر کا پیمانہ بھر گیا تھا۔ اس نے ایک جھٹکا کھایا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



اس کے ہاتھ پاؤں کی رسیاں ٹوٹ کر پرے جا گریں۔ وہ کپڑے جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ سب سے پہلا کام اس نے یہ کیا کہ ایک غنڈے کو گردن سے پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا۔ اس کی گردن تن سے الگ ہو گئی۔ عنبر نے اس کا خون آلود سر پرے پھینکا۔ اور پستول ہاتھ میں تھام کر باقی پانچوں غنڈوں سے کہا۔

"سامنے دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو جاؤ۔ اگر کسی نے بھاگنے کی ذرا سی بھی کوشش کی تو یاد رکھو میری گولی تمہارا پیچھا کرے گی۔ تم میری طاقت سے واقف ہو گئے ہو۔"

پانچوں غنڈے چپ چاپ سامنے والی دیوار کے ساتھ لگ گئے۔ عنبر نے مزدوروں سے کہا۔

"ان کے پستول اور خنجر چھین لو۔"

مزدوروں میں نئی زندگی آ گئی تھی۔ اٹھے اور سب غنڈوں کے پستول اور خنجر اتار لئے۔ عنبر نے کونے والی خالی کوٹھڑی کا دروازہ کھلوا کر چھ کے چھ غنڈوں کو اس کے اندر دھکیل کر باہر سے دروازہ بند کر کے لوہے کا تالہ لگا دیا۔ اس کوٹھڑی میں صرف ایک ہی روشن دان تھا جو اس چھت کے قریب تھا۔ عنبر نے کہا۔

"گھاس کے گٹھے اور لکڑیاں لاؤ۔"



# سانپوں کا جنگل

عنبر نے سب سے پہلے تمام مزدوروں کی بیڑیاں کاٹ دیں۔

پھر سب نے مل کر کوٹھڑی کے باہر گھاس اور لکڑیاں جمع کر دیں۔ عنبر نے ایک سیڑھی منگوا کر دیوار کے ساتھ روشندان تک لگائی اور اندر گھاس اور لکڑیاں پھینکنی شروع کر دیں۔ غنڈوں نے اندر شور مچانا اور دروازے کو توڑنا شروع کر دیا۔ دروازہ بہت مضبوط تھا اور لوہے کا رہا ہوا تھا۔

عنبر نے مزدوروں سے کہا۔

"اگر کہیں تیل ہو تو لاؤ۔"

مزدور تیل کا ایک پیپا لے آئے۔ جس سے رات کو لیمپوں کو روشن کیا جاتا تھا۔ عنبر نے روشن دان میں سے تیل اندر انڈیل دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے گھاس کے ایک گٹھے کو پتھر رگڑ کر آگ لگائی اور اندر پھینک دیا۔ تیل نے آگ پکڑ لی۔ کوٹھڑی میں گھوڑ دوڑ شروع ہو گئی۔ ایسا لگ رہا تھا۔ جیسے گھوڑے دوڑ رہے ہوں چیخ رہے ہوں۔ عنبر روشندان پر سیڑھی سے لگا اور فائرنگ کرنے لگا۔ اس نے اپنے پستول

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کی ساری گولیاں ختم کر دیں۔ آگ بھڑک اٹھی تھی۔ کوٹھڑی سے غنڈوں کے شور مچانے، چیخنے، چلانے اور زور زور سے کھانسنے کی آوازیں آ رہی تھیں عنبر سیڑھی سے اتر کر دروازے کو اندر کی طرف دھکیلے کھڑا ہو گیا کہ کہیں وہ دروازہ توڑ کر باہر نہ نکل جائیں۔

آگ اور دھوئیں نے بہت جلد اُن قاتل انسانوں کو ان کے گناہوں کی سزا دے دی۔ اور وہ جل بھُن کر کباب بن گئے۔ کوٹھڑی سے آگ کے شعلے بلند ہونے لگے۔ عنبر نے دوسرے مزدوروں سے مل کر آخر والی کوٹھڑی سے سونے کے تھیلے باہر نکلوا لئے۔ کھانے پینے کا سامان بھی باہر رکھوا لیا۔ کوٹھڑی دھڑا دھڑ چھ غنڈوں کی لاشوں کے ساتھ جل رہی تھی۔ عنبر نے تمام مزدوروں میں بہترین پھل، گوشت اور مکھن تقسیم کیا۔ ایک عرصے سے انہوں نے اس قسم کی خوراک نہیں کھائی تھی۔ وہ تو عنبر پر بے حد خوش تھے اس کے متوالے ہو رہے تھے۔ وہ عنبر کو کوئی زبردست جادوگر سمجھ رہے تھے جس پر نہ خنجر نے اثر کیا نہ گولی نے اثر کیا۔ جب تمام مزدوروں نے پیٹ بھر کر کھا پی لیا تو عنبر نے اصطبل سے گھوڑے نکال کر انہیں دیئے چمڑے کے تھیلوں کا سارا سونا ان میں برابر برابر تقسیم کر دیا اور کہا کہ یہ تم لوگوں کا حق ہے۔

"جاؤ آج سے تم آزاد ہو۔ اپنے اپنے گھروں کو جاؤ اور اس دولت سے اپنی اپنی نئی زندگیاں عیش و آرام سے شروع کرو۔"

انہوں نے عنبر کو باری باری گلے لگایا۔ خوشی سے ان کی آنکھوں سے آنسو



بہہ رہے تھے۔ پھر وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اپنے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو گئے۔ عنبر بھی ایک گھوڑے پر سوار ہوا اور واپس مایا کی طرف چل پڑا۔ اب اُسے زرگال کو قید سے رہائی دلوانی تھی اور اس کی امانت خزانے کی چابی اس کے حوالے کرنی تھی۔

وہاں سے مایا مندر کا فاصلہ پچاس میل سے کچھ زیادہ ہی تھا۔ عنبر بہت جلد وہاں پہنچ گیا۔ مایا مندر پر خاموشی تھی۔ ابھی شام نہیں ہوئی تھی ریڈ انڈین جنگلی مندر کے عقب میں ایک جگہ مزدوروں سے پتھر رکھوا کر مندر کا چبوترہ بنوا رہے تھے۔ ان مزدوروں میں زرگال نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ اس کی تو اگلے ماہ بلّی دیوی کے آگے قربانی تھی۔ اس لئے اُسے قید میں رکھا گیا تھا۔

عنبر نے گھوڑا چھوڑ دیا اور پیدل ہی ریڈ انڈین کے درمیان آ گیا اور لوگ اسے دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ کیونکہ رات کو تو انہوں نے اسے دیوی کے آگے بھینٹ کیا تھا اور دیوی اس کا کلیجہ کھا کر اس کی لاش غائب کر چکی تھی۔ دیوی بلّی کے بت کے آگے اس کا خون بھی گرا ہوا تھا۔ پھر یہ کہاں سے آ گیا؟ ریڈ انڈین جنگلی لوگوں کا سردار آگے بڑھا اور سر سے پاؤں تک عنبر کو تکنے لگا۔ عنبر نے کہا۔

"میں دیوی کے حکم سے آ گیا ہوں۔"

جنگلی سردار نے چیخ ماری۔

"اس کو قتل کر دو۔ اس نے ہماری دیوی کو دھوکہ دیا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



سارے کے سارے جنگلی ریڈ انڈین عنبر پر ٹوٹ پڑے۔ عنبر پوری طرح مقابلے کو تیار تھا۔ اس نے ایک ایک کر کے جنگلی لوگوں کو ہلاک کرنا شروع کر دیا۔ اب اس پر تیروں کی بارش ہونے لگی۔ عنبر کے جسم سے لگ کر تیر ٹیڑھے ہو کر نیچے گر گر پڑتے تھے۔ عنبر نے سردار کو گردن سے پکڑ کر ہوا میں اتنی زور سے اُچھالا کہ وہ اڑتا ہوا مایا مندر کے مینار تک پہنچ گیا اور پھر ہاتھ پاؤں مارتا چیختا چلاتا نیچے گرا تو اس کی ہڈی ہڈی الگ ہو گئی۔ اس پر سارے جنگلی لوگوں پر موت کی خاموشی چھا گئی۔

وہ عنبر کے آگے سجدے میں گر گئے۔

"دیوی کے بیٹے کی جے ہو"

وہ عنبر کو مایا دیوی کا بیٹا سمجھنے لگے تھے۔ عنبر نے سوچا کہ چلو ایسا ہے تو ایسا ہی سہی۔ وہ ان لوگوں کے درمیان دیوتا بن کر تخت پر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے حکم دیا کہ جس نوجوان کو اس ماہ دیوی پر قربان کرنا ہے اُسے لایا جائے۔ فوراً ایک خوش شکل نیلی آنکھوں والے نوجوان کو سامنے لایا گیا جس کا جسم فاقوں اور غم سے کمزور ہو گیا تھا۔ مگر آنکھیں اور پیشانی بتا رہی تھی کہ اس کا تعلق شاہی خاندان سے ہے۔ عنبر نے تمام لوگوں کو وہاں سے چلے جانے کا حکم دیا۔ جب سب جنگلی چلے گئے تو عنبر اس نوجوان کو لے کر سردار کی جھونپڑی میں آ گیا۔ اس نے زرگال کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کیا تمہارا نام زرگال ہے؟"



"ہاں"

اس نوجوان نے کہا۔ پھر عنبر کی طرف غور سے دیکھ کر بولا۔

"مگر تم کون ہو؟ یہ کیا چکر ہے۔ تمہیں تو یہ لوگ سنا ہے مایا دیوی پر قربان کر چکے تھے۔ پھر تم زندہ کس طرح بچ گئے؟"

عنبر نے کہا۔

"یہ کہانی تمہیں بعد میں سناؤں گا۔ پہلے تمہیں تمہاری کہانی سناتا ہوں"

اس کے بعد عنبر نے قرطبہ اور غرناطہ کا قصہ چھیڑ کر اس کے آباؤ اجداد کی روح ابی الماس کا ذکر کر کے شروع سے آخر تک ساری داستان بیان کر دی اور آخر میں خزانے کی چابی دے کر کہا۔

"یہ ہے اس شاہی خزانے کی چابی جو غرناطہ کے شاہی محل کے کھنڈر میں دفن ہے اور تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ یہ تمہاری امانت ہے جو خدا کا شکر ہے کہ میں آج تمہارے حوالے کر رہا ہوں۔ اب تمہارا فرض ہے کہ یہاں سے فوراً میکسیکو جا کر غرناطہ پہنچو کھنڈر کے نیچے سے خزانہ نکال کر اس سے کاروبار کرو اور بادشاہوں ایسی زندگی بسر کرو"

زرگال نے کہا۔

"میں بادشاہوں ایسی زندگی بسر نہیں کروں گا میں نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



زندگی میں بڑی سخت تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ میں جانتا ہوں غریب مزدور لوگ کس طرح زندگی بسر کرتے ہیں اور بھوکوں مرتے ہیں۔ میں یہ ساری دولت غریبوں کے کام میں لاؤں گا۔ میں عنقریب میں غریبوں کا ایک بہت بڑا گاؤں بساؤں گا جہاں ہر غریب کو رہنے کے لئے مفت مکان ملے گا میرے مکان کے باہر ہر روز لنگر کھلا رہے گا۔ جہاں ہر کوئی جب اور جس وقت چاہے آکر کھانا کھا سکے گا۔"

عنبر نے زرگال کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"شاباش! تمہارے ارادے بڑے نیک ہیں۔ اللہ تعالےٰ تمہیں اسی قسم کے نیک کاموں میں دولت خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کیونکہ دنیا میں کئے ہوئے نیک عمل ہی انسان کے ساتھ جاتے ہیں۔ یہ محل، یہ دولت کے انبار اور ہیرے جواہرات سب اس دنیا میں رہ جاتے ہیں۔"

زرگال نے عنبر کو بتایا کہ پرزگال کے ساحل سے اُسے سپین کی طرف جانے والا بادبانی جہاز مل سکے گا۔ عنبر نے کہا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔ کیونکہ میرا کام ختم ہو چکا ہے اور میرا خیال ہے کہ میری بہن ماریا اور ناگ اس ملک میں نہیں ہیں۔ اگر وہ یہاں ہوتے تو میری ان سے ضرور ملاقات ہوتی ویسے ناگ اب تک سپین پہنچ چکا ہوگا۔ اس سے بھی ملاقات



ہو جائے گی۔"

عنبر نے زرگال کو ساتھ لیا اور دریائے یوگوڈا کی طرف روانہ ہو گئے۔ چونکہ عنبر اب ریڈ انڈین قبیلے کا سردار بن چکا تھا۔ اس لئے راستے کے جنگل میں اُسے جنگلوں سے کوئی خطرہ نہیں تھا بلکہ چار محافظ جنگلی ان کے ساتھ جنگل کے اندر تک انہیں چھوڑنے آئے۔ جنگل کے محفوظ علاقے میں پہنچ کر عنبر نے انہیں واپس بھجوا دیا۔

یہاں سے ناگن دیوی کا علاقہ شروع ہو جاتا تھا۔ زرگال عنبر کے ساتھ تھا اور اس کی وجہ سے اُسے بھی جنگل میں سفر کرنے کا حوصلہ ہو گیا تھا۔ نہیں تو وہ اکیلا کبھی اس جنگل کا رُخ نہ کرتا۔ انہیں جنگل میں سفر کرتے دو روز ہو گئے تھے۔ تیسرے روز عنبر اور زرگال ایک جگہ آرام کرنے کے لئے رُک گئے۔ عنبر نے پھل اور پانی لا کر زرگال کو دیا۔ اس کے سامنے خود بھی پھل کھائے اور پانی پیا۔ وہ اس پر اپنی خفیہ طاقت ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اتنے میں زور کی پھنکار کی آواز آئی۔ زرگال ڈر گیا۔

"یہ کالے ناگ کی پھنکار ہے، جلدی سے درخت پر چڑھ چلو عنبر!"

عنبر نے کہا۔

"فکر نہ کرو۔ کوئی سانپ ہمیں کچھ نہیں کہے گا۔"

مگر زرگال خوف زدہ ہو کر درخت پر چڑھنے لگا تو بدقسمتی سے جس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



سانپ نے پھنکار ماری تھی وہ اسی درخت کے ساتھ لٹک رہا تھا۔ جونہی زرگال سانپ کی طرف بے خیالی میں بڑھا۔ سانپ نے اُسے ڈس لیا۔ زرگال چیخ مار کر گرا۔ عنبر نے فوراً اُسے دیکھا۔ سانپ نے اس کے ہاتھ پر کاٹا تھا۔ زہر کا اثر شروع ہو گیا تھا عنبر نے جلدی جلدی زرگال کے بازوؤں پر دو جگہ پر کس کر پٹی باندھی مگر زرگال بے ہوش ہو چکا تھا اور اب موت کی طرف جا رہا تھا۔ عنبر یہ برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ اس کی اتنی محنت ضائع ہو جائے۔ اچانک اُسے ناگن دیوی کا خیال آ گیا۔

عنبر نے آنکھیں بند کر کے ناگن دیوی کا خیال دل میں کیا اور پھر پوری طاقت سے ایک زبردست سگنل اسے بلانے کے لئے بھیجا۔ ناگن دیوی وہاں سے قریب ہی ایک بل کے اندر آرام سے سو رہی تھی کہ عنبر کے سگنل نے اُسے جگا دیا۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی اور بل سے نکل کر عنبر کے طرف آ گئی۔ اس نے دیکھا کہ عنبر کسی اجنبی نوجوان پر جھکا ہوا ہے۔ ناگن دیوی اس کے سامنے آ کر پھن اٹھائے کھڑی ہو گئی۔ اس کا چہرہ وہی خوبصورت عورت کا تھا۔ عنبر نے کہا۔

"میں نے تمہیں تکلیف دی۔ معافی چاہوں گا۔ لیکن میرے دوست کو ایک سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ اس کی جان بچا سکتی ہو تو بچاؤ۔"

ناگن دیوی نے جھک کر سانپ کے کاٹے کا زخم دیکھا۔ پھر آنکھیں بند



کر کے اسی سانپ کو آواز دی۔ وہ سانپ ایک درخت کی کھوہ میں گم ہو چکا تھا۔ ناگن دیوی کے حکم پر فوراً کھوہ میں سے نکل کر اُس کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ ناگن دیوی نے اسے حکم دیا کہ زہر واپس چوس لیا جائے۔ سانپ نے سر جھکایا اور زرگال کے ہاتھ کے زخم پر منہ رکھ کر اس کے جسم سے سارا زہر واپس چوس لیا۔ ناگن دیوی نے سانپ سے کہا۔

"اب یہاں سے دفع ہو جاؤ اور خبردار یونہی کبھی انسان کو مت ڈسنا۔ نہیں تو میں تمہاری تکا بوٹی کر دوں گی۔"

سانپ ادب سے سر جھکا کر واپس چلا گیا۔ زرگال کو آہستہ آہستہ ہوش آ رہا تھا۔ ناگن دیوی نے عنبر سے ماریا کے بارے میں پوچھا کہ کیا اس سے اُس کی ملاقات ہوئی ہے کہ نہیں؟ عنبر نے کہا۔

"ماریا سے میں نہیں مل سکا۔ خدا جانے وہ اس ملک میں آئی بھی ہے کہ نہیں۔ بہرحال اب میں اس نوجوان کے ساتھ واپس سپین جا رہا ہوں کیونکہ تم نے مجھے بتایا تھا کہ وہ ملک سپین کی طرف سمندر میں سفر کر رہا ہے۔"

ناگن دیوی نے کہا۔

"ہاں۔ میرا علم تو مجھے یہی بتا رہا ہے۔ باقی غیب کا علم تو سوائے اللہ کے اور کسی کو نہیں ہے۔ اچھا اب میں جاتی ہوں۔ ہاں، کیا تم نے میری کینچلی استعمال کی تھی؟"

عنبر نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



"نہیں۔ ابھی اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔"
ناگن مسکرائی۔
"وہ تمہارے بڑے کام آئے گی۔ اچھا اب میں جاتی ہوں۔
ناگ دیوتا کو میرا اسلام پہنچا دینا۔"
"اس سے جب بھی ملاقات ہوئی میں تمہارا اسلام سب سے
پہلے پہنچاؤں گا۔ خدا حافظ!"
زرگال کو ہوش آ گیا۔ اس نے آنکھیں کھول کر چاروں طرف دیکھا۔ ناگن
دیوی جا چکی تھی۔ زرگال نے پوچھا۔
"مجھے خواب میں تمہاری کسی سے باتیں کرنے کی آواز آ رہی
تھی۔ تم کس سے باتیں کر رہے تھے؟"
عنبر نے کہا۔
"کسی سے بھی نہیں۔ خدا کا شکر ادا کرو کہ تمہاری جان
بچ گئی۔ میں نے جو پٹی باندھی تھی اس کی وجہ سے سارا زہر
واپس زخم کے راستے بہہ گیا۔"
"ہاں۔ اللہ کا شکر ہے۔"
زرگال اور عنبر کچھ دیر آرام کرنے کے بعد وہاں سے آگے
روانہ ہوئے۔ جنگل ختم ہو گیا۔ سامنے دریا بہہ رہا ہے۔ زرگال اس
علاقے سے اچھی طرح واقف ہو چکا تھا۔ اس نے عنبر کو بتایا کہ اگر
ہم دریا میں مشرق کی طرف سفر کرتے رہے تو پرتگال کے سمندر



میں پہنچ جائیں گے۔ جہاں یہ دریا جا کر گرتا ہے۔ وہاں سے ہمیں سپین
جانے والا جہاز مل جائے گا۔ عنبر کو بھی یہی راستہ پسند آیا۔ انہوں نے
ایک کشتی خریدی اور دریا کی لہروں پر مشرق کی طرف سفر شروع کر دیا۔
دوسری طرف ناگ بادیانی جہاز میں ملک سپین کی طرف چلا آ رہا تھا۔
ادھر عنبر اور زرگال کشتی میں بیٹھے دریا کی لہروں پر سفر کرتے پرتگال کی
طرف جا رہے تھے۔ اور تیسری جانب ماریا دریائے ایمزن کے پار کالی
چٹانوں میں سفر کرتی دریائے لوگوٹا کے کنارے اس جنگل کے کنارے پر
آ گئی جس میں سے گذر کر عنبر اور زرگال ایک روز پہلے دریا کے سفر پر
روانہ ہوئے تھے۔
ماریا کو سیاہ چٹانوں، میدانوں، صحراؤں اور وادیوں میں سے گذرتے
پورے سات آٹھ دن لگ گئے۔ بیچ میں وہ راتوں کو آرام بھی کرتی تھی۔
اس کے پاس اڑنے کی معمولی سی طاقت تھی جو اُسے زیادہ پریشان کرتی تھی۔
اس لئے اس نے زیادہ سفر پیدل چل کر یا راستے میں کسی قافلے کے ساتھ
شامل ہو کر کسی بند بگھی یا کاؤچ کے اوپر بیٹھ کر طے کیا تھا۔ کھنڈر کے مندر
کی انسانی بلّی نے اسے بتایا تھا کہ عنبر مایا مندر کی طرف جا رہا ہے۔ جہاں اس
کی بڑی بلّی دیوی کی ہو رقی ہے اور اُسے میرا اسلام بھی کہنا۔ ماریا کو یہ خبر
ہی نہیں تھی کہ عنبر وہاں سے واپس چلا گیا تھا۔ ماریا نے رات لوگوٹا دریا کے
گھاٹ پر بسر کی۔
دوسرے روز وہ جنگل میں داخل ہو گئی۔ ایک دن ایک رات جنگل میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



سفر کرتے رہنے کے بعد وہ جنگل کے سانپوں والے علاقے میں آگئی۔ یہ جنگل وہ علاقہ تھا جہاں سانپ بہت زیادہ تھے اور یہاں پر ناگن دیوی کی حکومت تھی۔ ماریا نے جگہ جگہ درختوں سے لٹکتے ہوئے سانپ دیکھے تو اُسے ناگ یاد آگیا۔ اصل میں ماریا کے جسم سے اس کے بھائی ناگ کی ہلکی ہلکی بُو آتی تھی۔ جس کی وجہ سے سانپ اسے دیکھ کر ادب سے ایک طرف ہٹ جاتے تھے۔

ناگن دیوی اپنے کھوہ میں آرام سے لیٹی تھی کہ اچانک اُسے ماریا میں سے نکلتی ناگ دیوتا کی بُو محسوس ہوئی۔ فوراً کھوہ سے باہر آگئی۔ بُو اسے برابر آرہی تھی مگر ماریا کہیں دکھائی نہیں دیتی تھی۔ سمجھ گئی کہ یہی ناگ دیوتا کی وہ بہن ہے جو کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔ لیکن ناگن دیوی کو ماریا نے دیکھ لیا تھا۔ ناگن دیوی کا چہرہ سانپ ہی کا تھا۔ انسانی چہرہ اس نے تبدیل نہیں کیا تھا۔ ماریا نے دیکھا کہ ایک سرخ دھاریوں والا سات فٹ لمبا سانپ جہاں وہ کھڑی ہے اس کے ارد گرد گول چکر لگا رہا ہے۔ پھر اسے ناگن دیوی کا زبردست لہروں والا سگنل ملا۔

"کیا تم ناگ دیوتا کی بہن ماریا ہو اور یہاں موجود ہو؟"

ماریا مسکرائی۔

"ہاں! میں ناگ دیوتا کی بہن ماریا ہوں اور تمہارے سامنے موجود ہوں۔ مگر تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔"

ناگن دیوی نے کہا۔

"نہیں دیکھ سکتی کہو۔ کیونکہ میں ناگن دیوی ہوں۔"



اور اس کے ساتھ ہی ناگن دیوی کا چہرہ خوبصورت عورت میں تبدیل ہو گیا۔

"میرا خیال ہے اب تمہیں میرا چہرہ دیکھ کر یقین آگیا ہوگا کہ میں ناگن دیوی ہوں۔"

ماریا نے ایک حسین شگفتہ عورت کے چہرے کو سانپ کے بدن میں لگا ہوا دیکھا تو حیران بھی ہوئی اور خوش بھی ہوئی۔ اس نے ناگن دیوی کو سلام کیا اور سب سے پہلے سوال ناگ کے بارے میں کیا کہ وہ کہاں ہوگا۔ ناگن دیوی نے کہا۔

"ناگ دیوتا! میرے علم کے مطابق اس وقت سمندر میں سفر کر رہا ہے اور ملک سپین کی طرف آرہا ہے۔"

ماریا نے عنبر کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کہاں ہوگا؟ ناگن دیوی بولی۔

"عنبر اس وقت کہاں ہوگا؟ یہ تو میں نہیں بتا سکوں گا لیکن یہ ضرور یقین سے بتا سکتی ہوں کہ وہ مندر کو جاتے ہوئے بھی مجھے ملا تھا۔ اور جب وہاں سے زرگال نامی نوجوان کو لے کر واپس آیا تو بھی مجھے ملا تھا۔"

"اچھا۔ کیا عنبر یہاں سے گذرا ہے؟"

"ہاں۔ وہ بھی تمہارا پوچھ رہا تھا۔ لیکن میں سوائے ناگ کے اور کسی کے بارے میں نہیں بتا سکتی کہ وہ کہاں ہے چنانچہ عنبر بھی ناگ کی تلاش میں ملک سپین کی جانے کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



لیکن ناگ تو سانپ بن کر چھت کے ساتھ لگا تھا۔ اسے کون دیکھ سکتا تھا۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہ دونوں بن مانسوں کے بڑے سردار ہیں۔ جب وہ اس کے نیچے سے ہو کر آگے گذر گئے تو ناگ اس کمرے کے کھلے دروازے میں سے اندر داخل ہو گیا جہاں سے ابھی ابھی بن مانس بادشاہ اپنے جادوگر بن مانس کے ساتھ باہر نکلا تھا۔ یہاں کوئی بن مانس نہیں تھا۔ ناگ بڑی آسانی سے دیوار پر آ گیا۔ اس نے کمرے کے کونے والے دروازے کی طرف رینگنا شروع کیا۔ یہ دروازہ اس ہال کمرے کی طرف جاتا تھا جہاں بن مانس بادشاہ کا تخت لگا تھا اور اس کے دائیں جانب ماریا اور عنبر پتھر کے بُت بنے کھڑے تھے۔

ناگ بڑے آرام سے ہال کمرے میں آ گیا۔ تخت خالی پڑا تھا۔ اچانک جو اس کی نگاہ اُوپر اٹھی تو سامنے ماریا اور عنبر تخت کے پاس اپنے کپڑوں میں کھڑے تھے۔ ناگ نے بھی ماریا کو دو ایک بار ہی ہزاروں سالوں میں انسانی شکل میں دیکھا تھا۔ وہ ہمیشہ غائب ہی رہا کرتی تھی۔ ناگ حیران ہوا کہ وہ اس جگہ پر چپ چاپ بے حرکت کیوں کھڑے ہیں؟ وہ آپس میں بات چیت کیوں نہیں کرتے اور ہلتے جلتے کیوں نہیں؟ ناگ تیزی سے ان کے پاس آ گیا۔ قریب آتے ہی اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ اس کو فوراً پتہ چل گیا کہ عنبر اور ماریا کو پتھر بنا دیا گیا



ناگ نے گہرا سانس لیا اور انسانی شکل میں آ گیا۔ اب اس نے ہاتھ لگا کر ماریا کو عنبر کو ٹٹول ٹٹول کر دیکھا۔ وہ بالکل انسان لگتے تھے۔ ان کی آنکھوں میں چمک بھی تھی۔ چہرے کا رنگ بھی زندہ انسانوں کی طرح تھا۔ مگر وہ سخت پتھر بن چکے تھے نہ ان کے دل دھڑکتے تھے نہ ان کی آنکھوں میں بینائی باقی تھی۔ ناگ سمجھ گیا کہ ان دونوں کو ان بن مانسوں نے جادو کے زور سے پتھر بنا دیا ہے۔ اس کا توڑ کیا تھا؟ یہی ناگ کو معلوم کرنا تھا۔

وہ ابھی ماریا اور عنبر کے مجسموں کے سامنے ہی کھڑا تھا کہ اس کے پیچھے بن مانس کی چیخ سنائی دی۔ ناگ نے پلٹ کر دیکھا۔ اس کے پیچھے ایک بن مانس اچھل اچھل کر شور مچا رہا تھا۔ چھ سات بن مانس اور آ گئے۔ وہ سب ناگ کی طرف دوڑے کہ اسے پکڑ لیں۔ ناگ بھی غافل نہیں تھا۔ اس نے گہرا سانس لیا اور سانپ بن کر پتھر کے فرش پر تیزی سے رینگتا ہوا چھت کے ساتھ جا کر چمٹ گیا۔ گوریلے اچھل اچھل کر ناگ کو پکڑنے کی کوشش کرنے لگے۔ اس کے فوراً بعد بن مانسوں کا بادشاہ اور دیگر بھی وہاں آ گئے۔ انہوں نے جو چھت کے ساتھ چمٹے سبز سانپ کو دیکھا تو حیران ہوئے کہ یہ کہاں سے ان کے محل میں آ گیا۔ آج تک کسی سانپ کو ادھر آنے کی جرات نہ ہوئی تھی۔ جنگل کے بھی سانپ وہاں آتے ڈرتے تھے کیوں کہ سب کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



کو جہاز پر چڑھتے دیکھ رہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ دو تنکے کے بڑے چوڑے ہیٹ والے چوڑے چکلے آدمی ایک بے ہوش لڑکی کو سٹریچر پر ڈالے لے کر آئے اور جہاز پر چڑھ گئے۔ ماریا نے خیال کیا کہ بے چاری بیمار عورت ہے اس کو رشتہ دار کہیں ڈاکٹر کے پاس لے کر جا رہے ہیں۔

جہاز دریا سے نکل کر سمندر میں آ گیا اور اپنی منزل کی طرف چل پڑا پرتگال کی بندرگاہ سمندر کے راستے وہاں سے چھ دن کے سفر پر تھی۔ دو دن اسی طرح گذر گئے۔ جہاز سکون سے سفر کر رہا تھا۔ ایک دن دوپہر کے وقت ماریا جہاز کے ڈیک پر چکر لگا رہی تھی کہ اس نے اُن دو ہٹے کٹے کاؤ بوائے قسم کے آدمیوں کو دیکھا جو بے ہوش عورت کو سٹریچر پر ڈال کر لائے تھے۔ ماریا یونہی اُن کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔ ٹھنڈی سمندری ہوا چل رہی تھی۔ وہ سمندر کی لہروں کی طرف دیکھتے ہوئے ایک دوسرے سے گفتگو کر رہے تھے۔ اُن کا باتیں کرنے کا انداز بڑا پراسرار تھا۔ کسی وقت وہ یونہی سر گھما کر پیچھے دیکھ لیتے کہ کوئی ان کی باتیں سن تو نہیں رہا۔ ماریا کو شک ہوا۔ وہ ان کے زیادہ قریب ہو گئی۔

چونکہ وہ ماریا کو چھُو نہیں سکتے تھے اس لئے ماریا اگر اُن کے کندھوں پر بھی جا کر بیٹھ جاتی تو کوئی ہرج نہیں تھا۔ ایک کے بال سرخ تھے اور دوسرے کی آنکھیں کیری تھیں۔ شکل وصورت سے وہ کوئی ڈاکو یا قاتل لگ رہے تھے۔ جو جیل توڑ کر بھاگ آئے ہوں۔ سرخ بالوں والا کہہ رہا تھا۔

"رات کو اُسے ہوش آ گیا تھا۔ میں نے بے ہوشی کی دوائی ایک



بار پھر اُسے زبردستی پلا دی۔"

"بہت اچھا کیا۔ کم بخت یہ تین دن آرام سے گذر جائیں۔ پھر ہم دوسرے ملک میں پہنچ جائیں گے۔ کسی قسم کا خطرہ باقی نہیں رہے گا۔"

"میں تو کہتا ہوں یہ ایک مصیبت ہمارے ساتھ لگ گئی ہے ہم پہلے ہی پھانسی کی کوٹھڑی کی دیوار توڑ کر جیل سے بھاگے ہوئے ہیں۔ یہ عورت کہیں ہمیں پکڑوا نہ دے۔ کیونکہ راستے میں میکسیکو پولیس کے کشتی جہاز چھاپہ مارا کرتے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں اسے گولی مار کر ہلاک کر دو۔ رات کو سمندر میں پھینک دیں گے۔"

"نہیں۔ ہم پرتگال جا کر اس کی پوری قیمت وصول کریں گے۔ اگر مینٹو نے اس کی رقم ادا نہ کی تو اس کے ساتھ اس عورت کو بھی ہلاک کر دیں گے؟"

ماریا سارا معاملہ سمجھ گئی۔ ان لوگوں کو اسی جگہ چھوڑ کر وہ نیچے آ گئی۔ جس کیبن میں عورت بند تھی اس کو تالا لگا تھا۔ ماریا بند کیبن میں داخل ہو کر چلی گئی۔ وہ عورت بڑی خوبصورت تھی اور کسی اعلیٰ خاندان کی لگتی تھی۔ سرخ وسفید رنگ تھا سنہری بال شانوں پر بکھرے تھے اور بے ہوش پڑی تھی۔ ماریا نے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے اور ایک خفیہ منتر پڑھ کر پھونک ماری۔ عورت نے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے دیکھا۔ کیبن خالی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



آن کھڑا ہوا۔ ناگ نے اسے سلام کیا۔ جوگی نے ناگ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا۔

"میرے بیٹے! میں جانتا ہوں تم کون ہو اور اس جزیرے پر کیا غرض لے کر آئے ہو۔"

ناگ نے کہا: "بابا! اگر آپ سب کچھ جانتے ہیں تو مجھے بتایئے میں اپنی بہن ماریا اور دوست عنبر کو بن مانس کے جادو سے کیسے آزاد کرا سکتا ہوں؟"

بوڑھے جوگی نے کہا: "میرے ساتھ آؤ میری جھونپڑی میں بیٹا۔" جوگی ناگ کو اپنی جھونپڑی میں لے گیا۔ یہ جھونپڑی ندی کے کنارے ایک جگہ کیلوں کے جھنڈ میں تھی۔ باہر ایک لکڑی کا تخت بچھا تھا۔ جوگی اس تخت پر ناگ کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے ناگ کو بتایا کہ یہ بن مانس صدیوں سے اس جزیرے پر حکمرانی کرتے آ رہے ہیں۔ ان کے پاس جو جادوگر بن مانس ہے وہ ملک کا سب سے خوفناک جادوگر ہے۔ مگر اس کے جادو کا ایک ہی توڑ ہے۔ ناگ نے پوچھا:

"وہ کیا ہے مجھے بتایئے؟"

جوگی نے کہا: "مگر اس میں تمہاری جان کا خطرہ ہے۔"

ناگ بولا: "آپ بتایئے، میں اپنی بہن اور دوست کی خاطر جان بھی قربان کر سکتا ہوں۔"



جوگی نے ناگ کو بتایا کہ بوڑھا بن مانس جادوگر محل کے نیچے ایک تہہ خانے میں رہتا ہے۔ اس تہہ خانے میں ایک لوہے کا صندوق ہے۔ اس صندوق کے اندر ایک مُردے کی کھوپڑی رکھی ہے۔ اگر کسی طرح سے تم اس مردے کی کھوپڑی کو توڑ ڈالا تو بوڑھے بن مانس کا سارا جادو ختم ہو جائے گا اور ماریا اور عنبر اپنے آپ دوبارا پتھر سے انسان بن جائیں گے۔ ناگ نے کہا:

"میں اس مردے کی کھوپڑی کو توڑنے کی پوری کوشش کروں گا۔ آپ مجھے اس تہہ خانے کا راستہ بتا دیجیے۔"

جوگی بولا: "بیٹا! یہ کام بے حد خطرناک ہے اور آج تک کوئی اس تہہ خانے تک نہیں جا سکا۔ کیونکہ جو کوئی ادھر کا رُخ کرتا ہے بوڑھے جادوگر بن مانس نے وہاں جو ایک جادو کا پتلا پہرے پر کھڑا کر رکھا ہے۔ اسے خبر ہو جاتی ہے اور وہ تلوار مار کر اندر آنے والے کو ہلاک کر ڈالتا ہے۔"

لیکن ناگ فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ تہہ خانے میں پہنچ کر مُردے کی کھوپڑی کو ہر قیمت پر توڑ ڈالے گا اور ماریا اور عنبر کو پھر سے زندہ کرے گا۔ اس نے جوگی سے محل کے اندر تہہ خانے کا خفیہ راستہ معلوم کیا اور ادھر کو روانہ ہو گیا۔ سب سے زیادہ خطرہ اس جادو کے پتلے کا تھا جو تہہ خانے کے باہر پہرہ دیتا تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk


سے باہر نکل گئی۔ رات ہو گئی۔ سمندر تاریک ہو گیا۔ جہاز میں کہیں کہیں روشنی کر دی گئی۔ دونوں مفرور قاتل چپکے سے عورت کے کیبن کا تالا کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ عورت بے ہوش بنی لیٹی تھی۔ وہ آگے بڑھے اور بے ہوش عورت کے منہ کو کپڑے سے باندھ دیا تاکہ گر اُسے ہوش بھی آجائے تو آواز بلند نہ کر سکے۔ اُسے اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور اندھیری سیڑھیوں میں سے نکل کر اوپر جہاز کے ڈیک پر آگئے۔ سردی کی وجہ سے ڈیک خالی پڑا تھا۔ وہ عورت کو اٹھائے جب ڈیک کے جنگلے کے پاس پہنچے کہ اسے سمندر میں گرا دیں تو وہاں ماریا پہلے ہی سے کھڑی ان کا انتظار کر رہی تھی۔ جونہی وہ جنگلے پر جھکے ماریا نے اُن کو گردن سے پکڑ کر پیچھے کھینچ لیا۔ عورت ڈیک پر گر پڑی۔ دونوں مفرور قاتل بوکھلا کر دیکھنے لگے کہ ان کی گردنیں کس نے پکڑ رکھی ہیں؟

---

حسین عورت کون تھی؟

ماریا ناگ اور عنبر کی ملاقات کن حالات میں ہوئی؟

کیا زرگال کو اپنے باپ دادا کا خزانہ مل گیا؟

ناگ سپین کیسے پہنچا؟

عنبر ناگ ماریا کی قسط نمبر ۱۸ "ماریا اور بن مانس" میں پڑھیے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk



قدم قدم حیرانی

ہر موڑ سنسنی خیز

# عمران ریحان ایڈونچرز

"موت کے تعاقب کی واپسی" کے مشہور مصنف اے حمید کا ایک نیا سلسلہ

درج ذیل کتب شائع ہو چکی ہیں:

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | لنڈی کوتل کا بھوت | ۵/- | ۲ | مفرور قیدی ۵/- |
| ۳ | ہینڈز اپ | ۵/- | ۴ | ہیروں کے چور |
| ۵ | شاہی تاج کی چوری | ۵/- | ۶ | خونی راز |
| ۷ | آدھی رات کو فرار | ۵/- | ۸ | خفیہ ڈائری کی تلاش |
| ۹ | جب ہمیں عمر قید ہوئی | ۵/- | ۱۰ | بند کمرے کا راز |
| ۱۱ | پیرس کا جاسوس | ۵/- | ۱۲ | ایلا، سکالا اور حبشی دادا ۵/- |
| ۱۳ | کے۔جی۔بی کے جاسوس | ۵/- | ۱۴ | موت کی چٹانیں ۵/- |
| ۱۵ | بارود کی موت | ۵/- | ۱۶ | سنڈریلا اور مسٹر ڈی کارلو ۵/- |

نیا مکتبہ اقرأ - ۱۴۔ بی ش، عالم مارکیٹ، لاہور ۵